ھوالمقتدر

جو اِک حرف بھی اُن کو آئے پسند
تو سمجھو ہوئی ساری محنت وصول
(حضور تاجدار اہل سنت)

حدیثِ محبت

از
تاجدار اہلسنت حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری دام ظلہ العالی

ناشر
تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

سلسلۂ مطبوعات (112)

کتاب: حدیث محبت

کلام: تاجدار اہل سنت الشیخ عبدالحمید محمد سالم قادری

طبع اول: بموقع عرس قادری ۱۴۳۶ھ/۲۰۱۴ء

Publisher

TAJUL FUHOOL ACADEMY

(A Unit of Qadri Majeedi Trust)

Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India

Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720

E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in

Distributor

Maktaba Jam-e-Noor

422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6

Phone : 011-23281418

Mob. : 0091-9313783691

Distributor

Khwaja Book Depot.

Matia Mahal,

Jama Masjid, Delhi-6

Mob. : 0091-9313086318

نذر

مرشد برحق شیخ المشائخ مفتی اعظم سیدنا ومولانا ومرشدنا
شاہ عاشق الرسول محمد عبدالقدیر قادری بدایونی قدس سرہٗ
کی بارگاہ میں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

کروں کیسے دعوائے عشق محمد
مَیں عاشق ہوں اک عاشق مصطفیٰ کا
☆
گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ
ذرۂ آفتابِ تابانیم

فقیر سالم قادری

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر و اشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۱۱۰؍ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جو شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری کی نگرانی اور ان کی قائدانہ کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد اب نشر و اشاعت کا یہ سارے امور بحمد اللہ صاحبزادۂ گرامی مولانا عطیف قادری بدایونی کی نگرانی میں بحسن وخوبی انجام پارہے ہیں۔

عشق رسول کی تپش، مدحت مصطفیٰ کا شوق، زیارت مدینہ کا جذبہ اور نعت گوئی و نعت خوانی کو ذریعہ نجات یقین کرنے کا شعور اکابر آستانۂ قادریہ کا نمایاں وصف رہا ہے، تاجدار اہلسنت حضور صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ نے بھی یہ تمام اوصاف اپنے بزرگوں سے ورثے میں پائے ہیں۔ نعت کہنا، نعت سننا، نعت پڑھنا اور ہر وقت ذکر مصطفیٰ ﷺ کی لذتوں میں سرشار رہنا اگر آپ کی زندگی کا نصب العین بن گیا ہو تو آخر اس میں حیرت کی کون سی بات ہے۔

لہٰذا اسی سلسلے کو قائم رکھتے ہوئے تاج الفحول اکیڈمی حضرت اقدس حضور صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ کا نعتیہ و منقبتیہ مجموعہ بنام ’’حدیث محبت‘‘ شائع کرنے کا اعزاز حاصل کررہی ہے۔ اس سے قبل تاج الفحول اکیڈمی حضرت اقدس کے تین مجموعۂ کلام ’’نوائے سروش‘‘، ’’معراج تخیل‘‘ اور ’’مدینے میں‘‘ شائع کرچکی ہے۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اور اگلے سال ان شاء اللہ تاج الفحول اکیڈمی حضرت اقدس کے ایک اور دیوان کو شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

فہرست مشمولات

پیش لفظ

سخن گوئی، سخن فہمی، نکتہ رسی اور سنجیدگی یہ ایسے اوصاف ہیں جو اکتساب سے حاصل نہیں ہوتے، بلکہ یہ خداداد صلاحیتیں ہیں جو بارگاہ ایزدی سے ہی عطا ہوتی ہیں۔ مگر یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ تمام صلاحیتیں کسی میں بیک وقت جمع ہو جائیں۔ بلکہ کوئی کسی میدان کا شہہ سوار ہوتا ہے تو کوئی کسی اور میدان کا ماہر۔ اگر یہ تمام اوصاف کسی میں بیک وقت جمع ہو جائیں تو وہی حقیقی معنی میں شاعر کہلائے جانے کا مستحق ہے۔

ان تمام اوصاف کے تناظر میں اگر خانقاہ قادریہ کے اکابرین سیف اللہ المسلول، تاج الفحول، سرکار مطیع الرسول، سرکار عاشق الرسول، مولانا ہادی القادری، تاجدار اہل سنت اور آپ کے خلف اکبر شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی دورائے نہیں کہ یہ اوصاف ان حضرات میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

خانقاہ قادریہ کے اکابرین اور دیگر علمائے مدرسہ قادریہ کے کلام کا اکثر حصہ نعت ومنقبت پر مشتمل ہے۔

اس سے قبل تاج الفحول اکیڈمی اکابرین خانقاہ قادریہ اور علمائے مدرسہ قادریہ کے کئی دواوین شائع کر چکی ہے۔ جن میں مولود منظوم (سیف اللہ المسلول)، دیوان تاج الفحول، خمیازہ حیات و باقیات ہادی (مولانا ہادی القادری)، نوائے

سروش، معراج تخیل اور مدینے میں (تاجدار اہل سنت)، کلام مفتی لطف بدایونی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف کتابوں میں دیگر اکابرین کے کلام کو جمع کیا گیا ہے۔

زیر نظر کلام کا مجموعہ ایک محبّ صادق، عارف باللہ، خانقاہی روایتوں کے امین اور ایک عظیم شاعر تاجدار اہل سنت حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری کے قلم سے معرض وجود میں آیا۔ اس سے قبل بھی حضرت اقدس کے دو دیوان شائع ہو چکے ہیں۔ اب یہ تیسرا دیوان آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

زیر نظر دیوان کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں حضور غوث اعظم کے مناقب ہیں۔ تاجدار اہل سنت کا یہ معمول ہے ہر سال بغداد معلیٰ، دولت آباد شریف، اجمیر شریف اور مارہرہ شریف کے عرس میں حاضر ہو عرس کی مناسبت سے ایک کلام پیش فرماتے ہیں۔ لہٰذا دوسرے حصے میں ان مناقب کو جمع کیا گیا ہے۔ جب کہ تیسرے اور آخر حصے میں متفرق کلام ذکر کیے گئے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی حضرت اقدس کے طفیل حضور ﷺ اور بزرگان دین کا سچا عاشق بنائے تا کہ یہ ہمارا ذریعہ نجات ثابت ہو۔ آمین بجاہ حبیبہ النبی الکریم ﷺ۔

عطیف قادری بدایونی
خانقاہ قادریہ بدایوں شریف
۵ر محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

موقع اگر ملا تو پڑھوں گا ادب کے ساتھ
نعتِ رسولِ پاک خدا کی جناب میں
(فلکؔ مرحوم)

ہم کیا لکھیں گے نعت رسالت مآب میں
نعتِ نبی لکھی ہے خدا کی کتاب میں
(مولوی سلمان احمد ہلالؔی بدایونی مرحوم)

☆☆☆

۞

نبی کو ملا ہے وہ اوجِ دوامی
زمیں بھی سلامی فلک بھی سلامی

ہے روئے نبی میں وہ حسنِ تمامی
کہ عاشق ہیں ہندی و رومی و شامی

ذرا دیکھیے اُن کی اعلیٰ مقامی
ہے عرش بریں زیرِ پائے گرامی

ملی مجھ کو قسمت سے دوہری غلامی
میں ہوں قادری اور چشتی نظامی

میں سالمؔ کہاں اور کہاں خوش کلامی
ہیں شاعر تو حسّانؔ و سعدیؔ و جامیؔ

(پونہ، ۱۴۲۲ھ)

☆☆☆

مناقبِ شہنشاہ اولیا

غوثِ ہر دو سرا کی چادر ہے　　سید الاولیا کی چادر ہے
وارثِ مصطفیٰ کی چادر ہے　　نائب مرتضیٰ کی چادر ہے
نکہتِ پنجتن سے مہکی ہے　　دلبرِ فاطمہ کی چادر ہے
پردہ رکھے گی یہ قیامت میں　　کیوں کہ آلِ عبا کی چادر ہے
محیِ دینِ نبی ہے جس کی ذات　　دیں کے اُس رہنما کی چادر ہے
اقتدا کرتے ہیں ولی جس کی　　یہ اُسی مقتدا کی چادر ہے
ہیں جو شہباز لا مکاں، اُن کی　　یعنی غوث الوریٰ کی چادر ہے
دامنِ مصطفیٰ ہے ہاتھوں میں　　سر پہ غوث الوریٰ کی چادر ہے

اپنی قسمت پہ ناز کر سالمؔ
سر پہ غوث الوریٰ کی چادر ہے

(بغداد شریف، ۱۹۷۱ء)

☆☆☆

کیا سمجھ پائے گا کوئی مرتبہ بغداد کا
جب لقب ہے پائے تختِ اولیا بغداد کا
آتے ہیں سر کو جھکائے با ادب سب اولیا
غوث کے قدموں سے یہ رتبہ بڑھا بغداد کا
نام ہے تاریخ میں اس کا بجا دارالسلام
اور یہی ہر دور میں طرّہ رہا بغداد کا
دل میں ہے بغداد اور بغداد میں رہتا ہے دل
دل ہے میرا یا کوئی خلوت کدہ بغداد کا
آئیں اس میں، ہوں جو روحانی و جسمانی مریض
ہے کھلا سب کے لیے دارالشفا بغداد کا
پوچھا جب رہتا ہے کس کا ہر گھڑی دل میں خیال
میں نے فوراً کہہ دیا طیبہ کا یا بغداد کا
مجھ کو دی باوا نے گھٹی میں شرابِ عشقِ غوث
کر دیا بچپن سے ہی مستِ ولا بغداد کا
اس میں شک سالمؔ ہے کیا بغداد میرا ہے مرا
اور میں ہوں بالیقیں بغداد کا بغداد کا

(بغدادشریف،۱۹۹۸ء)

☆☆☆

۞

مرے غوث کا آستاں دیکھ لو
زمیں پر بھی اک آسماں دیکھ لو

ہیں کتنے ولی شہرِ بغداد میں
یہ بکھری ہوئی کہکشاں دیکھ لو

وہ سنتے ہیں فریاد ہر ایک کی
کہ ہیں غوثِ ہر دو جہاں دیکھ لو

ہر اک جا اُنھیں کا ہے سکہ رواں
زمیں دیکھ لو اور زماں دیکھ لو

بلاتے ہیں ہر سال دربار میں
کرم مجھ پہ یہ بے کراں دیکھ لو

نظر مجھ پہ ہو عینِ حق کے لیے
ذرا بہرِ اچھے میاں دیکھ لو

رواں سوئے بغداد ہے قافلہ
چلو تم بھی سالؔم میاں دیکھ لو

(بغداد شریف، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء)

۞

بغداد کا آقا تو مولیٰ کا دُلارا ہے
سرکار دو عالم کی وہ آنکھوں کا تارا ہے

زہرہ و علی حیدر کے گھر کا اجالا ہے
وہ فخرِ بنی ہاشم حسنین کا پیارا ہے

قسمت کی بلندی نے پھر دن یہ دکھایا ہے
بغداد کا خادم پھر بغداد میں پہنچا ہے

اپنا تو یہ نعرہ ہے اپنا تو یہ دعویٰ ہے
بغداد کے ہم ہیں اور بغداد ہمارا ہے

اے دنیا کے شیرو تم یہ یاد سدا رکھنا
بغداد کے کتوں سے کچھ میرا بھی رشتہ ہے

کیا شانِ نوازش ہے بغداد کے آقا کی
مخلوق نواز ان کو خالق نے بنایا ہے

بغداد کا کھاتے ہیں بغداد کا پیتے ہیں
ہم کو تو جو ملتا ہے بغداد سے ملتا ہے

پہنچے گا وہ طیبہ میں جائے گا وہ جنت میں
بغداد جو آئے گا اپنا یہ عقیدہ ہے

ہیں شیخ تو سب لیکن کہیے اُسے شیخ الکل
بغداد کا شیخ اپنا سب شیخوں میں یکتا ہے

وہ پیر ہے پیروں کا وہ میر ہے میروں کا
وہ غوثِ دو عالم ہے وہ ولیوں کا راجہ ہے

اللہ کے ولیوں کو ڈر رنج نہیں کچھ بھی
یہ میں نہیں کہتا ہوں قرآن کا کہنا ہے

جو غوث کا عاشق ہے اور غوث کا پیارا بھی
ہے پیر ہمارا وہ جو قادری دولہا ہے

سالمؔ کو ضرورت کیا در در پہ بھٹکنے کی
سالمؔ تو تمہارا ہے اور صرف تمہارا ہے

(بغداد شریف،۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء)

☆☆☆

جو حقیقت میں ہے وارثِ انبیا — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے
جس کو کہتے ہیں شاہنشہِ اولیا — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے

☆

جس کے رُخ سے جھلکتی ہے شانِ حسن — اور حسینی نظر آتا ہے بانکپن
جس سے جاری ہے فیضان شیرِ خدا — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے

☆

ایک ساعت میں پہنچا جو ستّر جگہ — خواب میں جس نے تبدیل کر دی قضا
جس نے ٹھوکر سے مردوں کو زندہ کیا — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے

☆

زیرِ فرماں ہوں جس کے زمین وزماں — ہوں حکومت میں جس کی مکین ومکاں
وہ مرا غوث تھا وہ مرا غوث تھا — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے

☆

گردن اولیا سامنے جس کے خم — نام سے جس کے مٹتے ہیں رنج والم
اور پھر لاتخف جس نے فرما دیا — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے

☆

بن کے قطبِ زماں شاہ عبدالمجید — ہو گئے پرتو شبلی و بایزید
عین حق کو ملا جس سے یہ مرتبہ — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے

☆

مست کو جس کے ساغر سے مستی ملی — اور کسی کو فقیری میں شاہی ملی
خاکِ در جس نے کی مقتدر کو عطا — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے

☆

ہیں محبّ جس کے وہ اور محبوب حق — جس کے طالب ہیں وہ اور مطلوب بھی
شاہِ عبدالقدیر عاشقِ مصطفٰے — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے

☆

بات یہ سچ ہے اے سالِمؔ قادری — جن سے دیں کو ملی ہے نئی زندگی
محی دیں جس کو کہتے ہیں سب برملا — وہ مرا غوث ہے وہ مرا غوث ہے

(بغداد شریف ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء)

☆☆☆

غوثِ اعظم کا کیسا کرم ہو گیا پھر گدا ان کے بغداد میں آ گئے
اُن کی بس اک نگاہِ عنایت اُٹھی دین و دنیا کی دولت وہیں پا گئے

قادریوں کی جنت ہے بغداد میں جلوے طیبہ کے ہیں اس میں ہر سو عیاں
حاضری اپنی بغداد میں کیا ہوئی ہم تو سمجھے کہ طیبہ میں ہم آ گئے

غوثِ اعظم کی واللہ کیا شان ہے ہر ولی اُن پہ صدقے ہے قربان ہے
لاتخف برملا اُن کا فرمان ہے ان کے خدّام سے دیو گھبرا گئے

سارے ولیوں کے وہ ہی شہنشاہ ہیں اُن کے قدموں تلے سب کی ہیں گردنیں
شیخ صنعاں نے انکار جس دم کیا سر کے بل عرش سے فرش پر آ گئے

سالؔم قادری ناز قسمت پہ کر تیرے مرشد کا ہے تجھ پہ کیسا کرم
ہاتھ تھامے ہوئے اپنے ہمراہ وہ خود درِ غوث پر تجھ کو پہنچا گئے

(بغداد شریف، ۱۴۲٦ھ)

☆☆☆

اعراسِ مقدسہ

جس کو نظارہ کرنا ہو بغداد کا
کر لے نظارہ وہ دولت آباد کا
کس قدر ہے کرم شاہِ بغداد کا
مل گیا در ہمیں دولت آباد کا

واہ کیا بات ہے دولت آباد کی
ہے نظر اس پہ سرکارِ بغداد کی

بہاؤ الدین کے در پر ہمیں کیا کیا نظر آیا
در و دیوار میں بغداد کا جلوہ نظر آیا

ملی ہے دولت آباد آ کے دولت دین و دنیا کی
خزانہ غوثِ اعظم کا یہاں بٹتا نظر آیا

مداوائے غم و رنج و الم اِس در پہ ہوتا ہے
ہر اک بیمارِ غم ہم کو یہاں اچھا نظر آیا

اِسی دریا کی دو نہریں ہیں برکاتی و رزّاقی
جبھی تو مجمع البحرین یہ دریا نظر آیا

حضورِ سرورِ عالم کی دیکھو شانِ یکتائی
نہ ثانی ہے کوئی ان کا نہ ہی سایہ نظر آیا

حضور غوثِ اعظم کی حکومت بحر و بر میں ہے
ہر اک چوٹی پہ ہم کو غوث کا جھنڈا نظر آیا

حضور قادری دولہا کا در ہے ایسا در سالمؔ
جہاں بے پردہ ہم کو گنبدِ خضریٰ نظر آیا

☆☆☆

رُخصتی

ڈھل چلا دن آ رہی ہے سر پہ شام ☆ در سے رخصت ہو رہے ہیں اب غلام
ہم تو جانے کے نہیں ایسے حضور ☆ دو نہ جب تک حاضری کا پھر پیام
بھیک لیں گے ہم تمہارے ہاتھ سے ☆ بے لیے ٹلنا نہیں ہے اپنا کام
یا بہاؤالدین صدقہ غوث کا ☆ دیجئے ہم کو سہارا گام گام
گرتے پڑتے ہم یہاں تک آ گئے ☆ آگے اب سرکار جانیں اپنا کام
ہے لقب جن کا امام الاولیا ☆ ہیں انھیں کے ہم غلامانِ غلام
آپ سے جاری ہے فیضِ غوث، آپ ☆ نائبِ غوث الوریٰ ہیں لاکلام
دور میں بغداد کا ساغر رہے ☆ یا خدا جب تک ہے دورِ صبح و شام
یونہی دربارِ بہاؤالدین سے ☆ فیض پائیں رات دن سب خاص و عام
فیض کے قائل ہمیشہ فیضیاب ☆ اور جو سمجھیں حرام ان پر حرام

آپ کے در پر یہ سالمؔ آپ کا
ہر برس دے حاضری یونہی مدام

☆☆☆

ہمیں اب یا بہاؤ الدین جانے کی اجازت دو
اور اس کے ساتھ ہی سب کو دعائے خیر و برکت دو

کرم ہے آپ کا بے حد طلب فرما لیا در پر
لگا کر اپنے سینے سے ہمیں اب اذنِ رخصت دو

درِ اقدس پہ حاضر ہیں مریضِ ظاہر و باطن
حضورِ غوث کے صدقے میں اب ان سب کو صحت دو

مسلماں دل شکستہ ہیں بہت ہی غم کے مارے ہیں
رہائی غم سے دلواؤ بچاروں کو مسرّت دو

شکستوں پہ شکستیں کھا رہے ہیں ہم زمانے میں
ہمیں لِلّٰہ اب تو فتح و نصرت کی بشارت دو

پھنسے ہیں اپنے کرتوتوں سے ہم ذلّت کے دلدل میں
خدا کے واسطے اس سے نکالو اور عزّت دو

یہ سالمؔ پرچمِ اسلام لہرا دے زمانے میں
اِسے تم اتنی ہمّت دو اِسے تم ایسی طاقت دو

☆☆☆

۞

بخشش و جود کا بہتا ہوا دریا دیکھو
دیکھو دیکھو مرے سرکار کا روضہ دیکھو

غوثِ اعظم کا یہاں بٹتا ہے باڑا دیکھو
دولت آباد میں بغداد کا جلوہ دیکھو

ان کے دربار مقدس کا کرشمہ دیکھو
مُردہ دل آ کے یہاں ہوتے ہیں زندہ دیکھو

گر ستائیں تمھیں آفاتِ جہاں رنج و اَلم
دل سے یا غوث کہو اور تماشہ دیکھو

دولت آباد میں ہے دولتِ دین و دنیا
غوثِ اعظم کا یہاں پر ہے خزانہ دیکھو

اچھے صاحب کی غلامی بھی بڑی نعمت ہے
ہر غلام ان کا نظر آتا ہے اچھا دیکھو

بے لیے آج چلے جائیں یہ ناممکن ہے
دیے جاتے ہیں صدا در پہ جو منگتا دیکھو

اِن دنوں کچھ نظر آتا ہے پریشاں سا آلم
اس کی جانب بھی ذرا قادری دولہا دیکھو

☆☆☆

بہاؤ الدین والملّۃ امام الاولیا تم ہو
رئیس الاصفیا ہو جانشینِ انبیا تم ہو

طریقت میں اگر جانِ علیِّ مرتضیٰ تم ہو
حقیقت میں تو فیضانِ محمد مصطفیٰ تم ہو

حضورِ احمدِ جیلی نے تم کو ہند میں بھیجا
غلط کیا ہے کہوں گر نائبِ غوث الوریٰ تم ہو

بدایوں، کالپی، مارہرہ ہو یا بانسہ و دیوہ
یہ سب ہیں مقتدی اور ان سبھوں کے مقتدا تم ہو

ملا قطرہ جسے بھی کر دیا بحر العلوم اس کو
مرے مولیٰ وہ دریائے علومِ بے بہا تم ہو

تمہارا آستانہ قبلۂ حاجات ہے میرا
مرے مشکل کشا تم ہو مرے حاجت روا تم ہو

یہ سالمؔ کی تمنا ہے دمِ آخر قریب اُس کے
محمد ہوں علی و غوث ہوں جلوہ نُما تم ہو

☆☆☆

کرم کا چشمۂ جاری بہاؤالدین انصاری
مجسم رحمتِ باری بہاؤالدین انصاری

غلامی نے تمہاری ہی بنایا قادری ہم کو
اور اس کے ساتھ شطّاری بہاؤالدین انصاری

ہے رتبہ آپ کا اونچا، ہے شجرہ آپ کا اچھا
ہے صورت آپ کی پیاری بہاؤالدین انصاری

سہارا بے سہاروں کا وسیلہ بے وسیلوں کا
بہاؤالدین انصاری، بہاؤالدین انصاری

جدائی ہو رہی ہے سال بھر کو اب غلاموں کی
جبھی ہیں اشکِ غم جاری بہاؤالدین انصاری

توجّہ ہو تمہاری گر تو دم بھر میں بدل جائے
خوشی سے گریہ و زاری بہاؤالدین انصاری

بلانا پھر بلانا پھر بلانا پھر بلا لینا
تمنّا ہے یہی ساری بہاؤالدین انصاری

پہنچ کر خیریت سے گھر، اُسی دن سے دوبارہ ہم
کریں آنے کی تیاری بہاؤالدین انصاری

غلامی میں ملی شاہی ترے ہی در سے سالمؔ کو
وہ ہے اک تیرا درباری بہاؤالدین انصاری

☆☆☆

مری تقدیر ہے اچھی بہاؤالدین انصاری
ملی ہے آپ کی ڈیوڑھی بہاؤالدین انصاری

غلامِ غوث ہم کہلائے جاتے ہیں زمانے میں
یہ ہے تیری مہربانی بہاؤالدین انصاری

انھیں دو کا سہارا ہم کو کافی ہے زمانے میں
محی الدین جیلانی، بہاؤالدین انصاری

یہ عیدِ عرس ہے خود دیجیے ہم کو دلا دیجے
شہِ بغداد سے عیدی بہاؤالدین انصاری

بلایا ہے ہمیں تم نے تو ہم اب لے کے مانیں گے
مُرادیں اپنی من مانی بہاؤالدین انصاری

پہنچ جائیں گھروں کو خیریت سے میہماں سارے
نظر ہو لطف کی ایسی بہاؤالدین انصاری

ہمیشہ اپنے سالم پر نگاہِ لطف ہی رکھنا
طفیلِ احمدِ جیلی بہاؤالدین انصاری

☆☆☆

تیرے قربان یا بہاؤالدین
یہ دل اور جان یا بہاؤالدین

میں گدا ہوں تمہارا اور تم ہو
میرے سلطان یا بہاؤالدین

کردو دارین کی ہر اک مشکل
میری آسان یا بہاؤالدین

آپ ہی کا تو بس سہارا ہے
مجھ کو ہر آن یا بہاؤالدین

آج ہے عام ساری دنیا میں
تیرا فیضان یا بہاؤالدین

قادری ہیں جو ہم، یہ ہے تیرا
ہم پہ احسان یا بہاؤالدین

اس کی قسمت کہ بن گیا سالمؔ
تیرا دربان یا بہاؤالدین

☆☆☆

جانِ غوثِ جہاں بہاؤ الدین — شاہِ ہندوستاں بہاؤالدین

ہندیوں کے لیے تو ہے بغداد — یہ ترا آستاں بہاؤالدین

کیا لکھیں اُن کی ہم ثنا وصفت — ہم کہاں اور کہاں بہاؤالدین

جو بظاہر تھے مرحلے مشکل — حل ہوئے بے گماں بہاؤالدین

راہِ بغداد جلد کھُلواؤ — بھیجو ہم کو وہاں بہاؤالدین

شان وشوکت سے ہو یہ عرس شریف — آئیں ہم پھر یہاں بہاؤالدین

حاضرِ در ہیں جو تمہارے غلام — سب رہیں شادماں بہاؤالدین

شاد آباد عبدِ قیوم اور — اس کا کل خانداں بہاؤالدین

اور ان سب کے صدقے میں سالمؔ
پائے سوزِ نہاں بہاؤالدین

☆☆☆

مرے آقا مرے سرکار مولانا بہاؤ الدیں
نبی اور غوث کے دلدار مولانا بہاؤ الدیں
تمھیں سے فیضِ غوثِ پاک پہنچا ہند والوں کو
تمھیں سے ہند ہے گلزار مولانا بہاؤ الدیں
تمہارا ہی سہارا ہے غلامانِ مجیدی کو
غریبوں کے ہو تم غم خوار مولانا بہاؤ الدیں
بدلوادو حضورِ غوث سے کہہ کر نصیب اِن کا
گدا ہیں حاضرِ دربار مولانا بہاؤ الدیں
پئے اچھے میاں اچھا بنا دو دین و دنیا میں
ہوں اقراری کہ ہوں بدکار مولانا بہاؤ الدیں
شہِ عبدالقدیر پاک کا صدقہ کرم کر دو
انھیں کا ہوں کفش بردار مولانا بہاؤ الدیں
بڑی مدّت میں بلوایا بہت ہے عرصے تڑپایا
خطا کیا ہو گئی سرکار مولانا بہاؤ الدیں
یہ سالم اور جو ہمراہ اس کے در پہ آئے ہیں
لگا دو سب کا بیڑا پار مولانا بہاؤ الدیں

☆☆☆

خاصۂ کبریا بہاؤ الدیں ☆ نائبِ مصطفیٰ بہاؤالدیں
دلبرِ مرتضیٰ بہاؤ الدیں ☆ جانِ غوث الوریٰ بہاؤالدیں
زبدۃ الاصفیا بہاؤ الدیں ☆ قُدوۃ الاولیا بہاؤالدیں
کر دیا ہند کو گلِ گلزار ☆ تیرے قدموں نے یا بہاؤالدیں
قادریوں کا ملجا و ماویٰ ☆ تیرا دولت سرا بہاؤالدیں
بانسہ و کالپی و مارہرہ ☆ تجھ سے ہیں پُرضیا بہاؤالدیں
ہے فرنگی محل، بدایوں میں ☆ تیرا ہی سلسلہ بہاؤالدیں
شاہِ عبدالقدیر سے ہم کو ☆ تیرا دامن ملا بہاؤالدیں
آج آ ہی گئے ترے در پر ☆ تیرے در کے گدا بہاؤالدیں
ان کو اب بھیک اتنی دلوا دو ☆ سب کہیں واہ وا بہاؤالدیں

سالمِؔ قادری پہ لطف و کرم
کیجیے بہرِ خدا بہاؤ الدیں

☆☆☆

ترا دربارِ عالی شان کیا کہنا بہاؤ الدیں
ریاضِ خلد ہے یا آپ کا روضہ بہاؤ الدیں

حمیٰ کے، کربلا کے اور نجف کے ہیں یہاں جلوے
یہی بغداد ہے ہم کو، یہی طیبہ بہاؤ الدیں

مرے مولیٰ، مرے سرور، مرے والی، مرے رہبر
مرے آقا، مرے سردار مولانا بہاؤ الدیں

ضیا سے تیری ہی پُرنور ہیں مارہرہ و بانسہ
بدایوں میں ہے تیرے فیض کا دریا بہاؤ الدیں

دکھائے گردشِ دوراں نگاہیں یوں غلاموں کو
ارے دیکھا بہاؤ الدیں ارے دیکھا بہاؤ الدیں

جئیں ہم قادری ہو کر، مریں ہم قادری ہو کر
کرم اتنا طفیلِ قادری دولہا بہاؤ الدیں

نہ کیوں آئیں بھکاری قادری دولہا کے، اس در پر
یہاں بٹتا ہے غوثِ پاک کا صدقہ بہاؤ الدیں

انھیں دو کا سہارا دونوں عالم میں ہے سالمؔ کو
شہِ عبدالقدیرِ پاک و مولانا بہاؤ الدیں

☆☆☆

گدا حاضر ہیں لے کے قدرِ جان و دل بہاؤ الدیں
عطا ہو بھیک اب ہے قل کی یہ محفل بہاؤ الدیں

وہ رہرو در حقیقت منزلِ مقصود پاتے ہیں
بنا لیتے ہیں تیرے در کو جو منزل بہاؤ الدیں

پھنسی ہے جس طرح طوفانِ غم میں اب مری کشتی
کرم ہو اب کہ مل جائے اسے ساحل بہاؤ الدیں

تری نوبت بجے، لہرائے پرچم تیرا دنیا میں
رہے قائم ترا میلہ، تری محفل بہاؤ الدیں

عطا ہو احمدِ جیلی کا صدقہ ہم کو بھی آقا
نہ لوٹا آپ کے در سے کوئی سائل بہاؤ الدیں

اِسے کاسہ سمجھ کر بھیک سے بھر دیجیے آقا
یہ سالمؔ لے کے آیا ٹوٹا پھوٹا دل بہاؤ الدیں

☆☆☆

بیاں کیا ہو تمہاری شانِ لا ثانی بہاؤ الدیں
رسول اللہ کے وارث ہو روحانی بہاؤ الدیں

علیِ مرتضٰی کے راحتِ جانی بہاؤ الدیں
بہارِ گلشنِ محبوبِ سبحانی بہاؤ الدیں

تمہیں ہو رہبرِ راہِ خدا دانی بہاؤ الدیں
تمہیں ہو راز دارِ سرِّ عرفانی بہاؤ الدیں

غلامی آستاں کی جس کو مل جائے تو پھر اُس کی
نظر میں ہیچ ہے شاہی و سلطانی بہاؤ الدیں

ترے دربارِ عالی میں غلاموں کا بسیرا ہے
اب آ کر تو ذرا دیکھے پریشانی بہاؤ الدیں

بپا ہے جشنِ شاہانہ عطا ہو بھیک سالانہ
تغافل تابہ کہ اب یہ نہیں مانی بہاؤ الدیں

اَڑیں گے ضد کریں گے اور جو مانگیں گے وہی لیں گے
یہی ٹھانی ہے اب ہم نے، یہی ٹھانی بہاؤ الدیں

زمانہ دیکھ ہی لے شان اب مہماں نوازی کی
ہے تیرے گھر ہماری آج مہمانی بہاؤ الدیں

عطا ہے یہ، کرم ہے یہ، ترا فیضِ اتم ہے یہ
ہوئی حاصل ہمیں اس در کی دربانی بہاؤ الدیں

ترا ہی سلسلہ ہے ہو وہ رزّاقی کہ برکاتی
تری چڑیاں، ترا دانہ، ترا پانی بہاؤ الدیں

تمہارا ہے، تمہارا ہے، تمہارا ہے، تمہارا ہے
یہ سالؔم یہ گدائے شاہِ جیلانی بہاؤ الدیں

☆☆☆

سلامِ رخصتی پڑھ کر سنانا ہے بہاؤ الدیں
اور اس کے بعد واپس گھر کو جانا ہے بہاؤ الدیں

اگر چہ جائیں گے پر دل یہیں پر چھوڑ جائیں گے
ہمیں تو ہر برس اِس در پہ آنا ہے بہاؤ الدیں

جسے کھا کر لگا بغداد کے لنگر کو کھاتے ہیں
وہ کھانا آپ کے لنگر کا کھانا ہے بہاؤ الدیں

نبی کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا جس کو
وہ انصاری تمہارا ہی گھرانہ ہے بہاؤ الدیں

بہت نزدیک ہے جو آستانِ غوثِ اعظم سے
تمہارا آستاں وہ آستانہ ہے بہاؤ الدیں

سنا ہے آپ فریادوں کو سنتے ہیں غریبوں کی
ہمیں بھی حالِ دل تم کو سنانا ہے بہاؤ الدیں

بچے ہیں حل طلب کچھ مسئلے اب اُن کو حل کر دو
یہ سالؔم کی گزارش عاجزانہ ہے بہاؤ الدیں

☆☆☆

جو ہم جیسے فقیروں کا ٹھکانہ ہے بہاؤ الدیں
وہ بیشک آپ ہی کا آستانہ ہے بہاؤ الدیں

ہمارا کام حالِ غم سنانا ہے بہاؤ الدیں
تمہارا کام روتوں کو ہنسانا ہے بہاؤ الدیں

ابھی تو بعد قل کے خادموں کو گھر بھی جانا ہے
پر اگلے سال پھر تم کو بلانا ہے بہاؤ الدیں

نبی کے میزباں تھے جو ابو ایوّب انصاری
وہی تیرا بھی انصاری گھرانا ہے بہاؤ الدیں

ہو ہندستان میں نائب حضورِ غوثِ اعظم کے
حقیقت یہ تو مشہورِ زمانہ ہے بہاؤ الدیں

ہے مولانا لقب، پر آپ کی ذاتِ مقدس سے
عیاں شان وشکوہِ عارفانہ ہے بہاؤ الدیں

بزرگوں سے سُنا ہے یہ تمہارے ہی تصرّف میں
حضورِ غوثِ اعظم کا خزانہ ہے بہاؤ الدیں

درِ دولت پہ جو حاضر ہیں اُن پر اک نظر کر دو
کہ اب واپس سبھی کو گھر کو جانا ہے بہاؤ الدیں

ترا خادم ترے خدام کے خدّام کا خادم
یہ سالم یہ گدائے آستانہ ہے بہاؤ الدیں

گدائے بے نوا روضے پہ آیا ہے بہاؤ الدیں
وہ کیا آتا اُسے تم نے بلایا ہے بہاؤ الدیں

مقدّر جگمگا دو اِس طرح اپنے غلاموں کا
کہ جیسے در تمہارا جگمگایا ہے بہاؤ الدیں

اسی کے صدقے میں کھائیں گے ہم جنت کا کھانا بھی
جو کھانا آپ کے لنگر کا کھایا ہے بہاؤ الدیں

ہے محفل قل کی رخصت ہو رہے ہیں آپ کے زائر
بلانا پھر سے جیسے اب بلایا ہے بہاؤ الدیں

عطا کی اپنے سالؔم کو جو خدمت آستانے کی
یہ اُس کی سوئی قسمت کو جگایا ہے بہاؤ الدیں

۞

سُہانا وقت ہے چلتی ہے پُروائی بہاؤ الدیں
بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی بہاؤ الدیں

غلاموں کی ترے در پر برات آئی بہاؤ الدیں
محبت ہے کرم اور لطف فرمائی بہاؤ الدیں

نظر آئے یہاں جلوے شہنشاہِ مدینہ کے
خدا کی شان اس در پر نظر آئی بہاؤ الدیں

تمہارا یہ کرم ہے مرتے دم تک بھی نہ بھولیں گے
رہِ بغداد ہم کو تم نے دکھلائی بہاؤ الدیں

بہ کارِ خویش ہے ہشیار، دیوانہ نہیں ہرگز
جو لگتا ہے بہ ظاہر تیرا سودائی بہاؤ الدیں

تمہارا در نہ چھوڑا ہے کبھی ہم نے، نہ چھوڑیں گے
نہیں کہہ سکتا کوئی ہم کو ہرجائی بہاؤ الدیں

حفاظت میں تری ہیں، تیرے در پر تیرے سب خادم
بہت روئے گی گردش گر اِدھر آئی بہاؤ الدیں

ہے قُل کا وقت اب کانوں میں قُلقُل کی صدا آئے
بہت پیاسے ہیں یہ سب تیرے شیدائی بہاؤ الدیں

میں کیوں گھبراؤں طوفانِ حوادث سے بھلا سالکؔ
ہیں ملجائی و مولائی و ماوائی بہاؤ الدیں

☆☆☆

گھٹا رحمت کی در پر گھر کے آئی ہے بہاؤ الدیں
بدھائی ہے، بدھائی ہے، بدھائی ہے بہاؤ الدیں

فلک سے رات دن برسے یہاں پر نور کے جھالے
تری درگاہ جس سے جگمگائی ہے بہاؤ الدیں

انھیں معلوم ہے تجھ سے جو مانگیں گے وہ پائیں گے
غلاموں کی ترے در پر بن آئی ہے بہاؤ الدیں

تمہارے اس کرم کا شکر کیا ہم سے ادا ہوگا
کہ ہم نے قادریت تم سے پائی ہے بہاؤ الدیں

مزے لوٹے یہاں دو روز جنت کی بہاروں کے
گھڑی افسوس، اب رُخصت کی آئی ہے بہاؤ الدیں

مٹانا چاہتے ہیں ہند سے اسلام کو موذی
دُہائی ہے بہاؤ الدیں، دُہائی ہے بہاؤ الدیں

کرم اس پر ترا اور غوث کا یوں ہے کہ یہ سالمؔ
ترا خادم ہے اور ان کا فدائی ہے بہاؤ الدیں

☆☆☆

گدائے بے نوا روضے پہ آیا ہے بہاؤ الدیں
بڑی امید و ارماں دل میں لایا ہے بہاؤ الدیں

تمہاری اس کرم فرمائی پہ ہم سو جان سے قرباں
کہ تم نے عرس میں ہم کو بلایا ہے بہاؤ الدیں

نوالہ غوث کے لنگر کا اور پانی مدینے کا
ہمیں تم نے کھِلایا ہے، پلایا ہے بہاؤ الدیں

مگر افسوس کتنی جلدی دو دن ہو گئے پورے
نظر جیسے کہ بس اک خواب آیا ہے بہاؤ الدیں

گزارش ہے کہ اگلے سال پھر ہم کو بلا لینا
ہمیں اس سال جس طرح بلایا ہے بہاؤ الدیں

یہ سالؔم اور اس کے چاہنے والوں کو دو مژدہ
کہ سب کو غوثِ اعظم نے بلایا ہے بہاؤ الدیں

☆☆☆

بحمد اللہ سجا پھر آج دربارِ بہاؤ الدیں
گدا و شاہ ہیں مہمانِ سرکارِ بہاؤ الدیں

رہیں ہم اس کے سائے میں تو کھائیں اس کے میوے، پھل
پھلے پھولے سدا یا رب یہ گلزارِ بہاؤ الدیں

یہ میخانہ ہے میخانہ، حضورِ غوثِ اعظم کا
کریں جتنا بھی کم ہے ناز، میخوارِ بہاؤ الدیں

امام الاولیا ہیں، نائبِ غوث الوریٰ ہیں یہ
ہیں بے حد شان والے میرے سرکارِ بہاؤ الدیں

دکھانے کو صراطِ مستقیم اس دورِ ظلمت میں
ہے اب بھی نور کا مینار کردارِ بہاؤ الدیں

ہے بزم قل وہ اٹھی ان کی اب چشمِ کرم اٹھی
کرم کے منتظر ہیں سارے زوّارِ بہاؤ الدیں

یہ سالؔم کی تمنا ہے خدا پوری کرے اس کو
کہ اگلے سال پھر دیکھے وہ دربارِ بہاؤ الدیں

☆☆☆

خدا و مصطفیٰ حیدر کے پیارے ہیں بہاؤ الدیں
حضورِ غوث کی آنکھوں کے تارے ہیں بہاؤ الدیں

درِ دولت پہ حاضر غم کے مارے ہیں بہاؤ الدیں
کرم کر دو کہ آخر ہم تمہارے ہیں بہاؤ الدیں

ہے ہر دم طیبہ و بغداد کا منظر نگاہوں میں
ترے روضے کے وہ دلکش نظارے ہیں بہاؤ الدیں

بدل سکتے ہیں جو چشمِ زدن میں گردشِ دوراں
وہ تیری چشمِ ابرو کے اشارے ہیں بہاؤ الدیں

یہی کہتے ہیں رزّاقی و برکاتی مجیدی سب
ہمارے ہیں ہمارے ہیں ہمارے ہیں بہاؤ الدیں

بدایوں کالپی مارہرہ بانسہ دیوہ میں جاری
ترے ہی فیضِ بے پایاں کے دھارے ہیں بہاؤ الدیں

ہیں صوفی اور ملّا سب ترے حلقہ بگوشوں میں
ترے خادم تو یہ سارے کے سارے ہیں بہاؤ الدیں

کوئی تاج الفحول اِن میں کوئی بحر العلوم ان میں
ہو تم تو ماہ اور یہ ماہ پارے ہیں بہاؤ الدیں

بہت ہی سال بھر تک یاد آئیں گے غلاموں کو
ترے قدموں میں جو لمحے گزارے ہیں بہاؤ الدیں

شہِ عبدالقدیرِ پاک کے صدقے میں اے سالم
بہاؤ الدین کے ہم ہیں ہمارے ہیں بہاؤ الدیں

مچی دھومیں سجا دربارِ شاہانہ بہاؤ الدیں
مبارک ہو مبارک جشنِ سالانہ بہاؤ الدیں

صدا دیتے ہیں در پر ہم فقیرانہ بہاؤ الدیں
اِدھر ہو جائے اک چشمِ کریمانہ بہاؤ الدیں

جسے کہتی ہے دنیا تیرا کاشانہ بہاؤ الدیں
وہ ہے بغداد و طیبہ کا جلو خانہ بہاؤ الدیں

عطا ہو آج پیمانے پہ پیمانہ بہاؤ الدیں
رہے آباد دائم تیرا میخانہ بہاؤ الدیں

ہمیں اب دیکھنا ہے روئے جانانہ بہاؤ الدیں
دکھا دو روئے زیبا بے حجابانہ بہاؤ الدیں

اُسے تو راستہ معلوم ہے بس آپ کے در کا
کہاں جائے بھلا اس در سے دیوانہ بہاؤ الدیں

ترے لنگر کے دانے میں ہے لاکھوں سیر کی برکت
عطا ہو جائے ہم کو ایک ہی دانہ بہاؤ الدیں

ہمارا دل ہماری جاں ترے قرباں ترے صدقے
غریبوں کا ہو یہ مقبول نذرانہ بہاؤ الدیں

زباں پر جوشِ مستی میں ھوالقادر کا نعرہ ہے
نرالی شان کا ہے تیرا مستانہ بہاؤ الدیں

جدھر دیکھو اُدھر عکسِ جمالِ روئے انور ہے
ترا روضہ ہے یا ہے آئینہ خانہ بہاؤ الدیں

سلامِ رخصتی کے بعد بس یہ عرض ہے تم سے
ہمیں اگلے برس پھر در پہ بلوانا بہاؤ الدیں

حضورِ قادری دولہا کے صدقے میں تجھے سالمؔ
پلائیں گے مئے کوثر کا پیمانہ بہاؤ الدیں

ہیں محبوبِ خدا و مصطفیٰ شاہِ بہاؤ الدیں
علیؓ مرتضیٰ کے دلربا شاہِ بہاؤ الدیں

لقب ہے یوں امام الاولیا شاہِ بہاؤ الدیں
ہیں بے شک نائبِ غوث الوریٰ شاہِ بہاؤ الدیں

درِ دولت پہ حاضر ہیں گدا شاہِ بہاؤ الدیں
عطا ہو بھیک کچھ بہرِ خدا شاہِ بہاؤ الدیں

تمہاری شان عالی کو سمجھ پائیں یہ نا ممکن
خرد، فہم و ذکا، فکرِ رسا شاہِ بہاؤ الدیں

ہو حاکم ہند کے حکمِ حضورِ غوثِ اعظم سے
کوئی کیا سمجھے رُتبہ آپ کا شاہِ بہاؤ الدیں

بدایوں، دیوہ و مارہرہ، بانسہ، کالپی والے
ہیں سب کے سب ترے در کے گدا شاہِ بہاؤ الدیں

حضورِ احمدِ جیلاں کے صدقے میں کرم سے تم
دکھاؤ ہم کو بغداد و حلَب شاہِ بہاؤ الدیں

پریشانی سے چھٹکارا ہو بیماری سے صحّت ہو
اٹھا دیجے ذرا دستِ دعا شاہِ بہاؤ الدیں

طفیلِ قادری دولہا، بحقِّ مقتدر آقا
کرو دارین کی دولت عطا شاہِ بہاؤ الدیں

اجازت واپسی کی دو مگر یہ بھی گزارش ہے
ہم آئیں آپ کے در پر سدا شاہِ بہاؤ الدیں

تمہارا ہے یہ سالمؔ اور تمہیں کو لاج رکھنا ہے
یہ مانا ہے بُرا حد سے بُرا شاہِ بہاؤ الدیں

☆☆☆

کرم سے باز اشہب کے بنا شاہیں بہاؤ الدیں
نرالا ہے گلِ گلزارِ محی الدیں بہاؤ الدیں

عجب خوشبو ہے اس در پر ہوئے ہیں جس سے شرمندہ
گلاب و یاسمیں اور سنبل و نسریں بہاؤ الدیں

رچے شادی مچیں دھومیں گدا سب کیف میں جھومیں
چلیں ساغر کہ ہے یہ فصلِ فرور دیں بہاؤ الدیں

مرے مولی اِدھر بھی اِک نگاہِ لطف ہو جائے
غلاموں نے بہت ہی سختیاں جھیلیں بہاؤ الدیں

صداؤں پر، نداؤں پر، دعاؤں پر غلاموں کی
خدارا آج فرما دیجیے آمیں بہاؤ الدیں

تمہیں سے مجھ کو لینا ہے تمہیں تو مرے آقا ہو
میں کیا جانوں زمانے بھر کے آن و ایں بہاؤ الدیں

یہی صبح دمسا اور رات دن میرا وظیفہ ہے
بہاؤ الدیں بہاؤ الدیں بہاؤ الدیں بہاؤ الدیں

غذائے خلد ہے یا ہے ترے دربار کا لنگر
یہ زمزم ہے کہ تیرا چشمۂ شیریں بہاؤ الدیں

چہار ارکانِ دینِ مصطفیٰ اللہ کے پیارے
محی الدیں شہاب الدیں معین الدیں بہاؤ الدیں

یہ برکاتی و رزّاقی مجیدی وارثی خادم
ترے ہی آستانے کے ہیں خوشہ چیں بہاؤ الدیں

بدل دو غم کو فرحت سے الم کو اس کے راحت سے
نظر آتا ہے سالمؔ آج کل غمگیں بہاؤ الدیں

☆☆☆

ہمارے حق میں ہیں اک رحمتِ رحماں بہاؤ الدیں
نبی کے لاڈلے جانِ شہِ مرداں بہاؤ الدیں
ہوا محسوس یہ دل کو یہاں ہر آں بہاؤ الدیں
کہ خود موجود ہوں جیسے شہِ جیلاں بہاؤ الدیں
کیا ہم پر بڑا یہ آپ نے احساں بہاؤ الدیں
بنایا خادموں کو اپنے گھر مہماں بہاؤ الدیں
بلایا ہے ہمیں تم نے تو ہم نے بھی یہ ٹھانی ہے
یہاں سے جائیں گے ہم بھر کے اب داماں بہاؤ الدیں
تمہیں مشکل کشا کا واسطہ صدقہ محمد کا
غلاموں کی ہوں اب سب مشکلیں آساں بہاؤ الدیں
ہے فیضِ قادری جاری تمہارے آستانے سے
تمہارے در پہ ہیں بغداد کے ساماں بہاؤ الدیں
یہ کہہ کر احمدِ جیلاں نے بھیجا ہند کی جانب
ہے اب تیرے حوالے ملکِ ہندستاں بہاؤ الدیں
یوں ہی اس عرس میں آئے ہمیشہ آپ کا سالم
کرم اس پر ہو یہ بہرِ شہِ جیلاں بہاؤ الدیں

☆☆☆

بہت ارمان و حسرت دل میں لائے ہیں بہاؤ الدیں
بڑی امید سے ہم در پہ آئے ہیں بہاؤ الدیں

بلا کر اپنے مہمانوں کو خالی ہاتھ مت بھیجو
بلایا ہے ہمیں تم نے تو آئے ہیں بہاؤ الدیں

یہ قدرت دی ہے قادر نے حضورِ عبدِ قادر کو
انھوں نے ڈوبتے بیڑے ترائے ہیں بہاؤ الدیں

انھیں کے تم بھی نائب ہو بچا لو ہم کو اے آقا
دُکھی ہیں ہم زمانے کے ستائے ہیں بہاؤ الدیں

یہ جشنِ عرس ہے شادی رچی ہے دھوم مچتی ہے
مبارک باد دینے کو سب آئے ہیں بہاؤ الدیں

پلا دو ہم کو وہ ساغر جو تم کو غوثِ اعظم نے
مئے ''کاسِ وصالی'' کے پلائے ہیں بہاؤ الدیں

حضورِ قادری دولہا کا صدقہ ہے کہ سالمؔ نے
تمہارے ہاتھ سے انعام پائے ہیں بہاؤ الدیں

☆☆☆

شمع قادریت

تری جود و سخا کے سن کے افسانے بہاؤ الدیں
گدا آئے ہیں در پر ہاتھ پھیلانے بہاؤ الدیں
جلائی ہے وہ شمعِ قادریت ہند میں تم نے
کہ ہیں سارے جہاں میں جس کے پروانے بہاؤ الدیں
بیاباں کو گلستاں کر دیا ہے تیرے قدموں نے
مٹا دے اب مرے دل کے بھی ویرانے بہاؤ الدیں
یہاں تک گرتے پڑتے آ گئے ہیں تیرے دیوانے
اب اس کے آگے اپنا کام تُو جانے بہاؤ الدیں
رسول اللہ کے عاشق ہیں اور ہیں غوث کے خادم
یہ دنیا گر ہمیں جانے تو یوں جانے بہاؤ الدیں
حضورِ احمدِ جیلی کا صدقہ جھولیاں بھر دو
یہی نعرہ لگاتے ہیں یہ مستانے بہاؤ الدیں
ترا در ہی ترے سالؔم کی امّیدوں کا مرکز ہے
کہیں کیوں جائے وہ اب دل کو بہلانے بہاؤ الدیں

☆☆☆

بہ ظاہر تو بہاؤ الدین کے ہم آستاں میں ہیں
مگر یہ لگ رہا ہے جیسے گلزارِ جناں میں ہیں

نہ اتنا بس کہ ان کے تذکرے ہندوستاں میں ہیں
بہاؤ الدین کے چرچے مکان و لا مکاں میں ہیں

جدھر دیکھو اُدھر بس شورشیں ہر سو جہاں میں ہیں
مگر ان کے گدا خوش ہیں مزے میں ہیں اماں میں ہیں

کچھ ایسا فیض ہے اُن پر نبی کا غوثِ اعظم کا
کہ ان کے فیض کی دھومیں زمین و آسماں میں ہیں

جو یہ کہہ دیں وہی ہوگا، وہی ہوگا، وہی ہوگا
یہ تاثیریں خدا کے فضل سے ان کی زباں میں ہیں

گدا کو شاہ کرتے ہیں بدوں کو نیک کرتے ہیں
عجب شانیں، عجب جلوے، مرے اچھے میاں میں ہیں

کرم ہے قادری دولہا کا یہ سالمؔ حقیقت میں
کہ ہم حاضر دیارِ نائبِ غوثِ جہاں میں ہیں

☆☆☆

ولی اقطاب اور ابدال اور افراد آتے ہیں
شریکِ جشن ہونے کو یہاں اوتاد آتے ہیں

سنا ہے عرس میں شاہنشہِ بغداد آتے ہیں
جبھی تو لے کے سب اپنی یہاں فریاد آتے ہیں

یہاں آتی ہے ہم کو یاد بغدادِ معلّٰی کی
ہمیں بغداد میں جلوے یہاں کے یاد آتے ہیں

ذرا دیکھو تو اس شانِ کرم کا کیا ٹھکانہ ہے
گدا دل شاد جاتے ہیں اگر ناشاد آتے ہیں

جہاں میں جو بھی بیدادِ زمانہ کے ستائے ہوں
وہ سب اس آستاں پر اپنی پانے داد آتے ہیں

نہ ہونے دیجیے ہم کو شکارِ گردشِ دوراں
تعاقب میں ہمارے دیکھیے صیّاد آتے ہیں

مرے مولیٰ تمہارے آستاں کے یہ حسیں منظر
غلاموں کو تمہارے، سال بھر تک یاد آتے ہیں

بُرا ہے لاکھ سالمؔ پھر بھی قسمت ہے بہت اچھی
مدد کو اس کی ہر دم صاحبِ بغداد آتے ہیں

☆☆☆

بہاؤ الدین والملّۃ کے جب دربار میں آئے
تو گویا ہم شہِ بغداد کی سرکار میں آئے

خدارا اس طرف بھی اِک نگاہِ لطف فرما دو
دُرِ مقصود اب تو دامنِ حُضاّر میں آئے

غلاموں عاشقوں اور نام لیواؤں سے کیا پردہ
ذرا پردہ ہٹا دو تو مزہ دیدار میں آئے

نہ جائیں گے بنا پائے، نہ جائیں گے، نہ جائیں گے
بڑی مدّت میں یہ منگتا تری سرکار میں آئے

فدا ہو کر ترے رُخ پر ہر اک عاشق یہ کہتا ہے
''سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے''

میں سالم ہوں میں سائل ہوں کرم مجھ پر یہ فرما دو
خزاں ہرگز نہ میرے گلشنِ بے خار میں آئے

☆☆☆

ہمیں اللہ نے اس شاہ کی اُمّت بنایا ہے
جو ہے بے سایہ لیکن دوجہاں پر اُس کا سایا ہے
نبی کا مرتبہ قرآں نے یہ ہم کو بتایا ہے
نہ ایسا کوئی آئے گا نہ ایسا کوئی آیا ہے
انھیں معراج کی شب عرش پر رب نے بلایا ہے
دکھایا ہے انھیں ہر جلوہ بے پردہ دکھایا ہے
ہمیں جب بھی غم و رنج و مصیبت نے ستایا ہے
حضور غوثِ اعظم نے وہیں آ کر بچایا ہے
تعالیٰ اللہ کیسا مرتبہ اللہ سے پایا ہے
شہِ بغداد نے ڈوبا ہوا بیڑا ترایا ہے
خوشا قسمت کہ ہم نے پیر و مرشد ایسا پایا ہے
حضورِ غوثِ اعظم نے جسے دولہا بنایا ہے
بہاؤ الدین نے دربارِ شاہانہ سجایا ہے
کرم کی لطف کی بارش میں ہر خادم نہایا ہے

خدا نے سال بھر کے بعد پھر یہ دن دکھایا ہے
غلاموں نے درِ دولت پہ اک میلہ لگایا ہے
بہاؤ الدین کا رب نے ہمیں منگتا بنایا ہے
ہمارے واسطے رب نے انھیں داتا بنایا ہے
درِ پاکِ امام الاولیا کی شان کیا کہنا
بہت اونچا حدِ ادراک سے اس در کا پایا ہے
بہاؤ الدین کا رتبہ کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نبی کا لاڈلا غوثِ دو عالم کا یہ جایا ہے
یہی وہ ہیں جنھوں نے خلق کی بگڑی بنائی ہے
یہی وہ ہیں جنھوں نے اپنے روتوں کو ہنسایا ہے
اِنھیں نے دولتِ دنیا و دیں دی ہم غلاموں کو
اِنھوں نے ہی ہمارے بختِ خفتہ کو جگایا ہے
سخی ہے کس قدر آقا مرا، اس کے غلاموں نے
جو چاہا ہے ہوا ہے اور جو مانگا ہے وہ پایا ہے
پڑی ہیں ایسی خورشیدِ رسالت کی یہاں کرنیں
کہ دربارِ بہاؤ الدین چم چم جگمگایا ہے
نہ بھولے گا کبھی ہم کو، نہ نکلے گا کبھی دل سے
سبق عشقِ نبی کا آپ نے ایسا پڑھایا ہے

یہ دروازہ کھلا، سمجھو مقدّر کھل گیا اپنا
بڑی ہی آس لے کر ہم نے یہ در کھٹکھٹایا ہے
رہے گا اب تو گھر بیٹھے حضوری کا شرف حاصل
نگاہوں میں وہ نقشہ تیرے روضہ کا سمایا ہے
بنا کر قادری ہم کو بہاؤ الدین آقا نے
شرابِ عشقِ غوثِ پاک کا ساغر پلایا ہے
امام الاولیا ہیں یہ، ہمارے رہنما ہیں یہ
انھوں نے ہی ہمیں بغداد کا رستہ دکھایا ہے
کوئی ہے سیفِ مسلول[۱] اور کوئی اُستاذ کل[۲] اِن میں
غلاموں نے ترے کیا نام دنیا میں کمایا ہے
اسی کا صدقہ اب سارے برس کھائیں گے گھر بیٹھے
جو لنگر غوثِ اعظم کا تمہارے در پہ کھایا ہے
اسے بھر دیجیے صدقہ حضور غوثِ اعظم کا
یہ سالمؔ دور سے آیا ہے، خالی جھولی لایا ہے

☆☆☆

۱۔ حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ
۲۔ استاذ الہند ملا نظام الدین قدس سرہٗ

چھایا ابر کرم آج کی رات ہے
فضل و جود و عنایت کی برسات ہے

آج کی رات کی واہ کیا بات ہے
آج کی رات تو عرس کی رات ہے

اے خوشا ہاتھ اپنے وہ ہات آ گیا
غوثِ اعظم کے ہاتھوں میں جو ہات ہے

فرق اپنے پرائے کا کوئی نہیں
عام اس آستانے کی خیرات ہے

در پہ یکساں ہیں سارے امیر و غریب
خوب ہی سب کی خاطر مدارات ہے

قادریت ملی، راہِ سنّت ملی
واہ وا کیسی اس در کی سوغات ہے

دولت آباد ہے پایۂ تخت اب
آپ کا راج ہے آپ کی بات ہے

کیوں نہ مسرور ہو سالمِ قادری
اس کے سر پر بڑے پیر کا ہات ہے

☆☆☆

مرکزِ فیض اب دولت آباد ہے

جوش پر آج فیضانِ بغداد ہے ☆ مرکزِ فیض اب دولت آباد ہے

قادریوں کو کس بات کا خوف ہو ☆ لاتخف غوثِ اعظم کا ارشاد ہے

جشنِ سالانہ ہے آج، پھر دور میں ☆ جامِ طیبہ ہے، صہبائے بغداد ہے

اب ہوئی ان کی چشمِ کرم اب ہوئی ☆ اِس توقع پہ ہر اک گدا شاد ہے

یوں تو ہر شہر ہے خوب اپنی جگہ ☆ دولت آباد پھر دولت آباد ہے

دیکھو جنگل میں منگل کا منظر یہاں ☆ جیسے دنیا میں اک جنت آباد ہے

دولت آباد میں کیوں نہ ہوں دولتیں ☆ گنجِ طیبہ یہاں، کنزِ بغداد ہے

یادِ شطاری، غوث و علی و نبی ☆ دل اسی یاد سے شاد و آباد ہے

یہ عجب عرس ہے جس میں صبح و مسا ☆ محفلِ منقبت، وعظ و میلاد ہے

منقبت سن کے یہ سالمِ قادری
خوش ہے آقا ترا مائلِ داد ہے

☆☆☆

خوشا قسمت کہ اس در پہ جبیں سائی میسّر ہے
جو دروازہ درِ بغداد اور طیبہ کا مظہر ہے

نہیں ہے کوئی غم ہم کو نہ اب ہم کو کوئی ڈر ہے
کہ اب قسمت سے ہم ہیں اور بہاؤ الدین کا در ہے

یہ صدقہ ہے بہاؤ الدین آقا کی غلامی کا
کہ دامانِ شہِ بغداد ہم سب کے سروں پر ہے

یہ مانا کچھ نہیں ہیں ہم یہ مانا ہم نکمّے ہیں
مگر آقا بڑا ذرّہ نواز و بندہ پرور ہے

زہے قسمت کہ مل جائے تمہاری خاکِ در جس کو
ہے قسمت اس کی قسمت وہ مقدّر کا سکندر ہے

جہاں سے بھیک ملتی ہے وہ در ہے غوثِ اعظم کا
وہاں کا رستہ ملتا ہے جہاں سے وہ یہی در ہے

ہے جس لنگر کے ہر دانے میں لاکھوں سیر کی برکت
وہ لنگر تو شہِ بغداد کے روضہ کا لنگر ہے

اجازت اب ہو جانے کی بشارت دو پھر آنے کی
یہی سالمؔ کے دل میں ہے یہی سالمؔ کے لب پر ہے

☆☆☆

چلو منگتو چلو جھولی بھریں یہ قل کی محفل ہے
مئے بغداد جی بھر کر پیئیں یہ قل کی محفل ہے

بلائیں گے پھر اگلے سال بھی در پر غلاموں کو
مرے سرکار یہ وعدہ کریں یہ قل کی محفل ہے

منانا ہے جو اگلے سال جشنِ پانچ سو سالہ
اب اِس عرضی کو بھی منظوری دیں یہ قل کی محفل ہے

گزارش صرف اتنی ہے درِ بغداد و طیبہ پر
ہمیں ہر سال ہی بھیجا کریں یہ قل کی محفل ہے

کرے خدمت وہ یوں ہی زندگی بھر آستانے کی
کرم یہ اپنے سالمؔ پر کریں یہ قل کی محفل ہے

☆☆☆

گرتے گرتے بھی لب پر ترا نام ہے ۔۔۔ آ گے تو جانے جو بھی ترا کام ہے

عرشِ اعظم پہ ہیں جن کے نقشِ قدم ۔۔۔ مشعلِ راہ ان کا ہر اک گام ہے

میرے ہر کام میں کام آتا ہے یہ ۔۔۔ اسمِ اعظم مرے غوث کا نام ہے

اک نظر، اک نظر، بس تری اک نظر ۔۔۔ دافعِ جملہ آفات و آلام ہے

خاص و عام آئے ہیں آج دربار میں ۔۔۔ بخششِ خاص بر مجمعِ عام ہے

کیوں نہ ہو، کیوں نہ ہو عرس کا جشن ہے ۔۔۔ بلکہ یوں کہیے شادی کا ہنگام ہے

آج مل جائیں سب کو مُرادیں دلی ۔۔۔ آج ہر اک کا پورا ہو جو کام ہے

بے لیے در سے یہ ٹلنے والے نہیں ۔۔۔ آج پختہ یہی عزمِ خدّام ہے

پڑھ کے سالمؔ مناقب ترے عرس میں
موردِ لطف و انعام و اکرام ہے

☆☆☆

ہماری خوبیٔ تقدیر کا اب کیا ٹھکانہ ہے
کہ ہم ہیں اور امام الاولیا کا آستانہ ہے

جہاں سے فیضیابِ قادریت اِک زمانہ ہے
یہی وہ آستانہ ہے یہی وہ آستانہ ہے

فضا میں کیف و مستی ہے بڑا موسم سہانا ہے
مئے بغداد ملتی ہے یہ پینے کا زمانہ ہے

سنا ہم نے بھی اِن کے جود و بخشش کا فسانہ ہے
ہمیں بھی آج اس در پر مقدّر آزمانا ہے

شہِ بغداد کے خادم یہ سن کر دوڑے آئے ہیں
بہاءَ الدین کے ہاتھوں میں بغدادی خزانہ ہے

بنا دو سب کے بگڑے کام اِک ادنیٰ اشارے سے
مرے مولیٰ تمہارا کام ہی بگڑی بنانا ہے

غلاموں کی تمہارے حاضری ہو اب مدینے میں
غلاموں کو یہی فرمان اب تم سے کرانا ہے

ہمارے قادری دولہا کی سج دھج کیا نرالی ہے
مجیدی تاج سر پر، تن پہ بغدادی شہانہ ہے

کرم کا منتظر تنہا یہ سالم ہی نہیں حضرت
ہر اِک زائر یہاں محتاجِ چشمِ خسروانہ ہے

☆☆☆

بہاؤالدین لطفِ ایزدی ہے فضلِ رحماں ہے
بہاؤالدین محبوبِ شہنشاہِ رسولاں ہے
بہاؤالدین دلبندِ علیؓ شاہِ مرداں ہے
بہاؤالدین بے شک نائب سلطانِ جیلاں ہے
بہاؤالدین شیخ الاولیا ہے قطبِ دوراں ہے
بہاؤالدین آقا تاجدارِ ملکِ عرفاں ہے
بہاؤالدین ہندوستان پر قدرت کا احساں ہے
بہاؤالدین ہم ہندی غلاموں کا نگہباں ہے
یہ وہ در ہے جہاں ہر درد کا ہر دُکھ کا درماں ہے
یہ وہ در ہے جہاں سے جلوۂ قدرت نمایاں ہے
اُجالا جس کا چاروں سمت پھیلا ہے زمانے میں
بہاؤالدین نورِ حق کی وہ شمعِ فروزاں ہے
بہاؤالدین کا دربار فیضِ غوثِ اعظم سے
شریعت کا چمن ہے اور طریقت کا گلستاں ہے
یہ دربارِ مقدس جس کو سب دُربار کہتے ہیں
ہمارا کعبۂ دل ہے، ہمارا قبلۂ جاں ہے

یہاں کا ذرّہ ذرّہ رشکِ خورشید و قمر دیکھا
یہاں کا چپّہ چپّہ دیکھیے جنت بداماں ہے
یہاں بٹتی ہے دولت غوثِ اعظم کے خزانے کی
یہاں سے بھیک پا کر ہر گدا قسمت پہ نازاں ہے
طلب سے بھی سوا بھرتا ہے جو دامن غلاموں کا
ہمارے ہاتھ میں ایسے سخی داتا کا داماں ہے
شہِ بغداد تک فریاد پہنچا دو غلاموں کی
یہ کہہ دو نرغۂ اعدا میں اب ہندی مسلماں ہے
خدارا عرض کر دو یہ شہنشاہِ مدینہ سے
مدد کا وقت ہے سرکار کی امّت پریشاں ہے
یہ جشنِ عرس ہے اب فیض کی برسات ہو جائے
کہ تیری میزبانی ہے زمانہ تیرا مہماں ہے
عطا ہو اس کو دہرا حصّہ اے آقا کہ یہ سالم
غلامِ قادری دولہا گدائے شاہِ جیلاں ہے

☆☆☆

بہار گلشنِ زہرہ و حیدر خواجۂ سنجر
گلستانِ ولایت کے گُلِ تر خواجۂ سنجر

ترا در طیبہ و بغداد کے جلووں کا آئینہ
ترے در پر ہے شان چشت و سنجر خواجۂ سنجر

عطا ہندوستاں پر ہیں رسول اللہ کی بے شک
وطن کے میرے ہیں سلطان و سرور خواجۂ سنجر

بدایوں یاد میں تیری ہمیں پردیس لگتا ہے
یہاں آئے تو گویا آ گئے گھر خواجۂ سنجر

ترے دربار میں آ کر ہمیں ایسا لگا جیسے
نظر آیا رسول اللہ کا در خواجۂ سنجر

غلامِ غوث ہوں تعظیم ان کی فرض ہے مجھ پر
ہیں میرے غوثِ اعظم کے برادر خواجہ سنجر

کرم فرمایے یہ قادری دولہا کے صدقے میں
ہمیشہ آئے سالم آپ کے گھر خواجۂ سنجر

☆☆☆

مہینہ آ گیا خواجہ معین الدین چشتی کا
لگا اجمیر میں میلہ معین الدین چشتی کا

سمجھ میں آئے کیا رتبہ معین الدین چشتی کا
ہے ہندوستان پر قبضہ معین الدین چشتی کا

ریاضِ خلد ہے روضہ معین الدین چشتی کا
درِ جنت ہے دروازہ معین الدین چشتی کا

زمین و آسماں ہیں دنگ اور عقل و خرد حیراں
ہے ایسی شان کا جلوہ معین الدین چشتی کا

نہ اُترا ہے نہ اُترے گا نشہ جس کا قیامت تک
پیا ہے ہم نے وہ پیالہ معین الدین چشتی کا

ہیں وہ مجموعۂ خوبی، ہے ان میں شانِ محبوبی
جسے دیکھو ہے گرویدہ معین الدین چشتی کا

ہے بغداد و نجف بطحا و طیبہ کا گماں جس پر
ہے پیارا کس قدر خطّہ معین الدین چشتی کا

پہنچ جائے گا راہی اس پہ چل کر منزلِ حق تک
ہے راہِ حق جو ہے جادہ معین الدین چشتی کا

زیارت کو ہوئی مدت پر اب بھی میری نظروں میں
ہے وہ روئے درخشندہ معین الدین چشتی کا

ہیں جس کے گل نظام الدیں، فرید الدین وقطب الدیں
نرالہ ہے یہ گلدستہ معین الدین چشتی کا

محی الدین جیلانی کے موروثی گدا ہیں ہم
ہمارے سر پہ ہے سایہ معین الدین چشتی کا

سُرور ایسا چڑھے صہبائے اُلفت کا مجھے سالم
کہیں سب ہے یہ دیوانہ معین الدین چشتی کا

(عرس اجمیر شریف، رجب ۱۴۲۰ھ/ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

☆☆☆

۞

خدا کا فضل عطائے نبی غریب نواز
بہارِ گلشن مولیٰ علی غریب نواز

رسولِ پاک کے نائب ہیں ہند کے سلطاں
عرب کے چاند کی ہیں چاندنی غریب نواز

یہ اہل ہند کی خوش قسمتی دیا رب نے
انھیں جو آپ سا ہند الولی غریب نواز

غریب میں ہوں تو ہیں آپ میری قسمت سے
غریب پرور و داتا، سخی غریب نواز

دیے زمانے نے دل بھر کے رنج وغم مجھ کو
کرم سے دیجیے مجھ کو خوشی غریب نواز

عطا ہو آج تو وہ ساغرِ مئے اُلفت
کہ سال بھر کی مٹے تشنگی غریب نواز

ہیں ناخوش آپ، تو ہیں غوث پاک بھی ناخوش
خوشی ہے آپ کی، ان کی خوشی غریب نواز

ہے الفت آپ کی سینوں میں قادریوں کے
ہیں ہم بھی شکرِ خدا قادری غریب نواز

کرم سے پیر کے سالمؔ کو مل گئے بے شک
حضور غوث و علی و نبی غریب نواز

(اجمیر شریف، ۱۴۲۱ھ/اکتوبر ۲۰۰۰ء)

☆☆☆

عاشقوں کی فغاں کا کیا کہنا
ان کے سوز نہاں کا کیا کہنا

شورشِ عاشقاں کا کیا کہنا
مستیٔ چشتیاں کا کیا کہنا

آستانِ شہ معین الدین
فیض بخش جہاں کا کیا کہنا

والیٔ ہند اور غریب نواز
شاہِ ہندوستان کا کیا کہنا

خواجہ ہیں ہند میں کئی لیکن
خواجۂ خواجگاں کا کیا کہنا

مل گیا بیکسی سے چھٹکارہ
مونسِ بے کساں کا کیا کہنا

رحمتِ عالمیں کے وارث کی
رحمتِ بے کراں کا کیا کہنا

جو پلاتا ہے کوثر و تسنیم
ایسے پیر مغاں کا کیا کہنا

ساری فکروں سے کر دیا آزاد
اس اسیریِ جاں کا کیا کہنا

ہے غریبوں کا ملجا و ماویٰ
ان کے اس آستاں کا کیا کہنا

ہیں وہ فریاد رس زمانے کے
غوثِ ہر انس و جاں کا کیا کہنا

عہدِ پیری ہے پھر بھی اے سالمؔ
تیرے بختِ جواں کا کیا کہنا

(محفل قل شریف، اجمیر شریف، ۱۴۲۳ھ/۱۴ر ستمبر ۲۰۰۲ء، شنبہ)

☆☆☆

خسرو چشتیاں شاہِ ہندوستاں
خواجۂ خواجگاں خواجۂ خواجگاں
دینِ حق کے معیں بے شک و بے گماں
خواجۂ خواجگاں، خواجۂ خواجگاں

آ کے اجمیر دل کو سکوں مل گیا
جو بھی چاہا تھا اس سے فزوں مل گیا
کیونکہ اجمیر ہے جائے امن و اماں
خواجۂ خواجگاں، خواجۂ خواجگاں

کیف ومستی ہے ڈوبے ہیں سب چاہ میں
اور برستی ہیں دن رات درگاہ میں
مستیاں مستیاں مستیاں مستیاں
خواجۂ خواجگاں، خواجۂ خواجگاں

تیری مہماں نوازی تو مشہور ہے
اور غریباں نوازی کا دستور ہے
خوش نصیبی سے ہم تیرے ہیں مہماں
خواجۂ خواجگاں، خواجۂ خواجگاں

آپ تو راحتِ قلب عشاق ہیں
آپ کی دید کے سب ہی مشتاق ہیں
اب تو آ جایے آپ خندہ زناں
خواجۂ خواجگاں، خواجۂ خواجگاں

غوث اعظم کا صدقہ کرم کیجیے
ہم غلاموں کی بھی لاج رکھ لیجیے
کچھ ہماری بھی سن لیجیے داستاں
خواجۂ خواجگاں، خواجۂ خواجگاں

ہے مرید آپ کا سالمؔ قادری
آپ سے اُس کی ہر وقت لو ہے لگی
آپ کو چھوڑ کر اور جائے کہاں
خواجۂ خواجگاں، خواجۂ خواجگاں

(محفل قل اجمیر شریف،۱۴۲۴ھ/۴ رستمبر ۲۰۰۳ء پنجشنبہ)

☆☆☆

۞

اُدھر سرکار کے دلبر معین الدین اجمیری
اِدھر جان و دل حیدر معین الدین اجمیری
سبھی برّ صغیر ہند پر ان کی حکومت ہے
ہیں ہند و پاک کے سرور معین الدین اجمیری
مسلسل فیض کا دریا رواں ہے آپ کے در سے
ہے شہرہ آپ کا گھر گھر معین الدین اجمیری
نرالی شان ہے دربار عالی کی خدا رکھے
ہے جاری رات دن لنگر معین الدین اجمیری
بہ ظاہر شاہ تھے سب شاہ لیکن تھے حقیقت میں
تمہارے نوکر و چاکر معین الدین اجمیری
خدا قائم رکھے دائم تمہارے آستانے کو
رہے یوں ہی کرم ہم پر معین الدین اجمیری
یہ سالمؔ قادری دل سے فدائے غوثِ اعظم ہے
تمہارا ہے گدائے در معین الدین اجمیری

(قل خواجہ غریب نواز ۲۳ر اگست ۲۰۰۴ء، دوشنبہ)

☆☆☆

جہاں سے جاری فیضِ ساقیِ تسنیم و کوثر ہے
یہ وہ عرسِ مبارک ہے یہ وہ دربار اطہر ہے
ہیں ہند و پاک و بنگلہ دیش سب ان کی خدمت میں
یہی تو آستانِ بادشاہِ چشت و سنجر ہے
درِ خواجہ پہ بن آئی فقیروں کی غریبوں کی
کہ خواجہ تو بڑا ذرّہ نواز و بندہ پرور ہے
نواسہ ہے نبی کا، فاطمہ کا ہے جگر گوشہ
علی کا پوتا ہے اور غوثِ اعظم کا برادر ہے
یہاں آ کر ہم اپنا گھر ہمیشہ بھول جاتے ہیں
ہمارے واسطے خواجہ کا گھر آغوشِ مادر ہے
رہے آباد یا رب درِ معین الدین چشتی کا
اسی در سے تو وابستہ غریبوں کا مقدر ہے
ز راہِ لطف جب پکڑا ہے تم نے ہاتھ سالمؔ کا
نبھانا اب تو اے سرکار تم کو زندگی بھر ہے

(قل شریف غریب نواز، اجمیر شریف، ۱۴۲۶ھ)

☆☆☆

۞

ولی و والیٔ ہندوستاں غریب نواز
معین و مونس ما بیکساں غریب نواز

ہیں جانِ فقر و دلِ عارفاں غریب نواز
ہیں فخرِ سلسلۂ چشتیاں غریب نواز

مرے شفیق، مرے مہرباں غریب نواز
ہوں آج آپ کا میں میہماں غریب نواز

غریب خوش ہوں نہ کیوں، ان کو یہ بھروسہ ہے
کہ ہم غریبوں پہ ہیں مہرباں غریب نواز

ہے عیدِ عرس عطا کیجیے غریبوں کو
خدا کے واسطے اب عیدیاں غریب نواز

یہ در تو قبلۂ حاجات ہے غریبوں کا
یوں ہی کھلا رہے یہ آستاں غریب نواز

خدا کا شکر کہ سالؔم بھی قادری چشتی
ہے زیرِ سایۂ غوثِ جہاں، غریب نواز

(اجمیر شریف، ۶ر رجب ۱۴۲۷ھ/ ۳ر اگست ۲۰۰۶ء)

☆☆☆

پیمبر کا نواسہ ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا
علی کا شاہزادہ ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

چہیتا غوث کا اور خواجۂ عثماں کا ہے دلبر
وہ سب ولیوں کا پیارا ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

ہیں ہندوستان والے سب رعایا میرے خواجہ کی
وہ ہندوستاں کا راجہ ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

سخاوت خاندانی ہے بزرگوں سے بھی اور خود بھی
مجھے دیتا دلاتا ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

سمائے کوزے میں ساگر اور ایماں لائے جوگی بھی
یہ اک ادنیٰ کرشمہ ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

مری بگڑی بناتا ہے مری عزت بڑھاتا ہے
وہ میرے ناز اٹھاتا ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

کرم دیکھو تو اس کا عرس میں اپنے غلاموں کو
ہمیشہ ہی بلاتا ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

کرم سے میرے گھر آ کر کِیا مجھ کو مرید اُس نے
وہی تو میرا خواجہ ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

ہوں میں تو قادری نسلاً کیا اس نے مجھے چشتی
کرم مجھ پر یہ اس کا ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

غلامِ غوث ہوں سالمؔ یہی تو ہے سبب مجھ سے
وہ بے حد پیار کرتا ہے مرے خواجہ کا کیا کہنا

(قل شریف اجمیر شریف، ۱۴۲۸ھ/۲۲ر جولائی ۲۰۰۷ء، اتوار)

☆☆☆

۞

لے کے دیکھو تو ذرا حسنین کے نانا کا نام
میرا ذمہ گر رہے باقی غمِ دنیا کا نام

نام کی کیا بات ہے اللہ کے محبوب کے
اسمِ اعظم ہے حقیقت میں شہِ بطحا کا نام

جس کو سنتے ہی جھکے سر ہر ولی اللہ کا
ایسی عظمت والا ہے بغداد کے آقا کا نام

بس یہی دو نام میرے لب پہ رہتے ہیں سدا
غوثِ اعظم کا کبھی ہے اور کبھی خواجہ کا نام

نام لیتے ہی عدو کا مٹ گیا نام و نشاں
ہے جلالی کس قدر میرے شہِ حمزہ کا نام

جس کو سنتے ہی کلی عشاق کے دل کی کھلی
کتنا پیارا ہے حضورِ شمسِ مارہرہ کا نام

قربِ رب سجدے میں ہے سنتا ہوں جب بھی یہ حدیث
یاد آ جاتا ہے فوراً مقتدر آقا کا نام

سب صحابیوں میں جیسے نام ہے صدیق کا
قادریوں میں ہے ایسے قادری دولہا کا نام

نام اپنا دے دیا لختِ جگر نے غوث کے
کیوں نہ پھر مشہور ہو اس سالکؔ خستہ کا نام

(عرس آلِ احمد، ربیع الاول ۱۴۲۰ھ)

☆☆☆

حدِ ادراک سے آگے ہے خلوت آلِ احمد کی
کوئی کیا جان سکتا ہے حقیقت آلِ احمد کی

ہیں کرتے اقتدا ہلِ شریعت آلِ احمد کی
تو ہیں افواج اربابِ طریقت آلِ احمد کی

حضور صاحب البرکات نے اپنے زمانے میں
بہ صد فخر وطرب دی تھی بشارت آلِ احمد کی

میں پڑھتا ہوں درود احمد پہ اور پھر آلِ احمد پر
درِ احمد پہ پہنچاتی ہے نسبت آلِ احمد کی

ہے بیعت رب کی، بیعت احمد مختار کی بیشک
رسول اللہ کی بیعت ہے بیعت آلِ احمد کی

نسب تو احمد مختار تک ہے آلِ احمد کا
مگر ملتی ہے جا کر رب سے نسبت آلِ احمد کی

یہ غوثِ پاک شاہِ اولیا کی دین تو دیکھو
محیط ہند ہے حدِّ ولایت آلِ احمد کی

محبت جیسی تھی خسرو کو محبوبِ الٰہی سے
تھی عین الحق کو ویسی ہی محبت آلِ احمد کی

کرم کرتے تھے سلطان المشائخ جیسا خسؔرو پر
تھی عین الحق پہ ویسی ہی عنایت آلِ احمد کی

تصرف میں، حکومت میں، ہے شانِ غوث کا پرتو
تصرف آلِ احمد کا حکومت آلِ احمد کی

کہا بیٹا، رکھا خود نام بھی فضلِ رسول اُن کا
معین الحق پہ تھی کس درجہ شفقت آلِ احمد کی

شہ عبدالقدیر پاک پر قربان اے سالؔم
غلامی پائی ہے جن کی بدولت آلِ احمد کی

خوشا قسمت ہے برکاتی و آلِ احمدی سالؔم
ملے گی خلد میں اس کو معیت آلِ احمد کی

(عرس آلِ احمدی ۱۴۲۱ھ/ ۲۱ر جون ۲۰۰۰ء چہارشنبہ)

☆☆☆

دینِ مبیں کے مہرِ درخشاں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں
قادریوں کے میر ساماں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

شاہ تو ہے ہر اللہ والا پر ان اللہ والوں میں بھی
دور میں اپنے شاہ شاہاں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

جس کا اجالا پورب پچھّم جوت ہے جس کی اُتّر دکھن
نور کی ایسی شمع فروزاں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

میرے والی میرے رہبر میرے آقا میرے سرور
اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہاں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

مارہرہ ولیوں کا گلشن کیا کہنا اس باغیچے کا
لیکن اس میں سروِ خراماں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

میرے نبی کی آنکھ کے تارے مولیٰ علی کے راج دُلارے
غوث کے دل بر قطب دوراں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

عبد جلیل و حضرتِ عشقی، آلِ محمد، شاہِ حمزہ
سب کے پیارے، سب کے دل و جاں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

طالب ہو تو عین الحق سا پیر ہو اچھے صاحب جیسا
شکل عین الحق میں نمایاں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

آلِ رسول و نوری و مہدی آلِ نبی اولادِ نبی پر
سایہ گستر فیض بداماں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

تاروں میں یہ ماہِ مبیں ہیں یحییٰ میاں سجادہ نشیں ہیں
پشت پہ ان کی ہر دم ہر آں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

ان کا ہے موروثی خادم جس کو دنیا کہتی ہے سالم
اس کے حامی اس کے نگہباں اچھے میاں ہیں اچھے میاں ہیں

(عرس آلِ احمدی ۱۴۲۲ھ)

☆☆☆

۞

چراغ دودمانِ مرتضیٰ ہیں شمسِ مارہرہ
تو فخرِ خاندانِ مصطفےٰ ہیں شمس مارہرہ

گل باغِ شہیدِ کربلا ہیں شمسِ مارہرہ
ضیائے خانۂ برکاتیہ ہیں شمسِ مارہرہ

سراسر جلوۂ آلِ عبا ہیں شمسِ مارہرہ
بلا شک نائبِ غوث الوریٰ ہیں شمس مارہرہ

کرم کا ابر رحمت کی گھٹا ہیں شمسِ مارہرہ
جو کچھ بھی میں کہوں اس سے سوا ہیں شمسِ مارہرہ

حضور برکت اللہ کی دعا ہیں شمسِ مارہرہ
حقیقت ہے کہ جانِ اولیا ہیں شمس مارہرہ

کریں اہلِ بدایوں ناز اس پر جس قدر کم ہے
کہ ان کے رہنما و پیشوا ہیں شمسِ مارہرہ

حضور شاہ عین الحق کا یہ صدقہ ہے اے سالم
مدد پر تیری ہر دم ہر جگہ ہیں شمسِ مارہرہ

نشاں جس کا نہیں اس کا نشاں ہیں شمس مارہرہ
اسی باعث بہار جاوداں ہیں شمسِ مارہرہ

مکاں میں اُن کے دیکھے جلوہ ہائے لا مکاں ہم نے
کہ فرزندِ مکینِ لا مکاں ہیں شمسِ مارہرہ

جو گھر ٹھہرا اماموں کا شہیدوں اور ولیوں کا
اسی گھر میں تو فخرِ خانداں ہیں شمس مارہرہ

حضور صاحب البرکات نے جن کی بشارت دی
وہی تو حضرتِ اچھے میاں ہیں شمس مارہرہ

گزر تاریکیوں کا کس طرح ہو قلبِ سالم میں
کہ جب اس گھر میں خود جلوہ کناں ہیں شمس مارہرہ

(عرس آلِ احمدی، ۱۴۲۳ھ/ ۳۱ رمئی ۲۰۰۲ء جمعہ)

☆☆☆

۞

میرے دل کا چین آرام آلِ احمد جس کا نام
مرا حامی گام بہ گام آلِ احمد جس کا نام

اُس کی حکومت اس کا راج دیتے ہیں سب اس کو باج
اُس کا جاری فیض عام آلِ احمد جس کا نام

ہاتھ میں اُس کے جس کا ہاتھ ساری خدائی اس کے ساتھ
اُس کی غلامی اِک انعام آلِ احمد جس کا نام

ساقیٔ کوثر نانا ہیں فاتح خیبر دادا ہیں
ہم کو ملے گا اُس سے جام آلِ احمد جس کا نام

گیت اُسی کے گائیں گے بھیک بھی اُس سے پائیں گے
اُس کے نام ہے آج کی شام آلِ احمد جس کا نام

اچھے صاحب شمسِ دیں اور ابوالفضل حق آئیں
یہ سب بھی ہیں اُس کے نام آلِ احمد جس کا نام

ناز ہمارے سہنے والا بات ہماری رکھنے والا
اس کو ہم کرتے ہیں سلام آلِ احمد جس کا نام

عینِ حق سے دل میں کیں رکھے جو وہ میرا نہیں
یہ ہے اُس آقا کا پیامِ آلِ احمد جس کا نام

اس کے پیارے اس کے حبیب سالؔم کے اجداد وقریب
سالؔم اس کے در کا غلام آلِ احمد جس کا نام

(عرس آلِ احمدی شریف، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰ رمئی ۲۰۰۳ء، سہ شنبہ)

☆☆☆

امرِ کون و مکاں کا کیا کہنا — آمرِ کن فکاں کا کیا کہنا
جس کا مہمان اتنا پیارا ہو — سوچو اس میزباں کا کیا کہنا
من رأنی فقد رأ الحقّ — بے نشاں کے نشاں کا کیا کہنا
ہیں وہ رحمت ہر ایک عالم کی — شفقتِ بیکراں کا کیا کہنا
قدسی ہیں رات دن مدینے میں — مہبطِ قدسیاں کا کیا کہنا
اُن میں شانِ حسین و آنِ حسن — غوثِ ہر دو جہاں کا کیا کہنا
جو کہ کھولی ہے پیر عشقی نے — عشق کی اس دوکاں کا کیا کہنا
ہیں لگا تار جس میں سات اقطاب — برکتی خانداں کا کیا کہنا
آلِ احمد سا پھول جس میں ہو — اس حسیں گلستاں کا کیا کہنا
اچھے صاحب کا تو جواب نہیں — اور سائیں میاں کا کیا کہنا

میں بھی ہوں آلِ احمدی سالمؔ
مرے بختِ جواں کا کیا کہنا

(عرس آلِ احمدی، ۱۴۲۵ھ/ ۸رمئی ۲۰۰۴ء، شنبہ)

☆☆☆

ہیں غوثِ وقت اور قطب زماں ہیں احمدِ نوری
معاصر ہیں زمیں تو آسماں ہیں احمدِ نوری
حضور صاحب البرکات کے اس خانوادے میں
حقیقت ہے کہ فخرِ خانداں ہیں احمدِ نوری
شہِ آلِ محمد کے دلارے ہیں چہیتے ہیں
شہِ حمزہ کی تیغِ بے اماں ہیں احمدِ نوری
تصرف میں، حکومت میں، ولایت میں، کرامت میں
یقیناً پرتوِ اچھے میاں ہیں احمدِ نوری
شہِ آلِ رسولِ احمدی کی جان ہیں بے شک
منارِ نور و میر کارواں ہیں احمدِ نوری
جو دیکھا حضرتِ یحییٰ میاں کو نوری مسند پر
لگا ایسا کہ خود جلوہ کناں ہیں احمدِ نوری
ہے حاصل مظہرِ حق کی غلامی کا شرف سالمؔ
جبھی تو مجھ پہ بے حد مہرباں ہیں احمدِ نوری

(عرس نوری مارہرہ شریف، رجب ۱۴۲۰ھ)

☆☆☆

نور نگاہِ فاتح بدر و حنین ہیں
مولیٰ علی کے غوث کے یہ دل کا چین ہیں
پیارے ہیں آلِ احمد و آلِ رسول کے
عالی وقار کتنے شہِ بوالحسین ہیں

☆

گل شادابِ گلزارِ نبی ہیں احمدِ نوری
بہار گلشن مولیٰ علی ہیں احمدِ نوری

بنایا ہے جنھوں نے قادری لاکھوں غلاموں کو
فنا فی الغوث، سچے قادری ہیں احمدِ نوری

ہیں دادا نور، نانا نور، سب کا سب گھرانہ نور
سراپا نور حق کی روشنی ہیں احمدِ نوری

ہیں ساری برکتیں ان میں ہیں سب اچھائیاں ان میں
کہ برکاتی و آلِ احمدی ہیں احمدِ نوری

کبھی آلِ محمد ہیں کبھی سرکار حمزہ ہیں
تو حامی ہم غلاموں کے کبھی ہیں احمدِ نوری

رسولِ پاک کے وارث ہیں اور نازوں کے پالے ہیں
دلِ آلِ رسولِ احمدی ہیں احمدِ نوری

ہے جلوہ احمد نوری کا شکلِ شاہِ یحیٰی میں
لگا سالؔم کو جیسے خود یہی ہیں احمدِ نوری

(عرس نوری مارہرہ شریف، ۱۴۲۱ھ/ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

☆☆☆

کہاں سے لائے گا کوئی مثالِ احمدِ نوری
نہ سمجھا جب کوئی شانِ نعال احمدِ نوری
نواسے میں نہ آئے کیوں شباہت اپنے نانا کی
جمالِ احمدی ہی ہے جمالِ احمدِ نوری
حضورِ آلِ احمد میں ہے جلوہ غوثِ اعظم کا
خصالِ آلِ احمد ہیں خصالِ احمدِ نوری
ہو وہ ردِّ روافض یا کہ تردیدِ خوارج ہو
جلالِ مظہرِ حق ہے جلالِ احمدِ نوری
حدیث و فقہ ہو تکسیر و تسخیرِ اجنّہ ہو
ہر اک میداں میں ہے ظاہر کمالِ احمدِ نوری
جنابِ حضرتِ یحییٰ میاں ہیں زیب سجادہ
ہے جاری ان سے فیضِ لازوال احمدِ نوری
حضور عین حق کے در کا ہے جاروب کش سالمؔ
ہے اُس پر اس لیے بے حد نوال احمدِ نوری

(عرس نوری ۱۴۲۳ھ/ ۲۰ ستمبر ۲۰۰۲ء، جمعہ)

☆☆☆

ہر ایک مرادِ دل اس کی کس طرح نہ پوری ہو جائے
جس پر بھی نگاہِ لطف و عطائے احمدِ نوری ہو جائے

سرکارِ مدینہ کے جلوے آنکھوں میں بسا کر تو دیکھو
آگے سے حجابات اُٹھ جائیں سب دور یہ دوری ہو جائے

اس سال جو حاضر ہو نہ سکا دربار حضور والا میں
یا غوث اب اس بے چارے کو پھر اذنِ حضوری ہو جائے

دربار ہے اچھے صاحب کا، دربار ہے اچھے صاحب کا
آ جائے برا بھی گر در پر اچھا وہ ضروری ہو جائے

ہیں صورتِ یحییٰ میں سالمؔ سب جلوے نوری و مہدی کے
پھر کیوں نہ ہدایت پائیں ہم کیوں سینہ نہ نوری ہو جائے

(عرس نوری مارہرہ شریف، ۱۴۲۵ھ/ ۲۹ راگست ۲۰۰۴ء)

☆☆☆

به صد جاه و جلال آیا بغایت کروفر آیا
وہ محبوب خدا جب قربِ رب سے فرش پر آیا
مدینے میں پہنچ کر ہم کو کچھ ایسا لگا جیسے
تھکا ماندہ مسافر لوٹ کر پھر اپنے گھر آیا
نظر کو اس کی حاصل ہوگئی معراج دنیا میں
جسے بھی زندگی میں گنبدِ خضرا نظر آیا
جناب بوالبشر کے بعد گو لاکھوں بشر آئے
بھری دنیا میں لیکن ایک ہی خیرالبشر آیا
منور ہو گئے کون و مکاں سب جس کی کرنوں سے
یہ کیسا نور دیکھو آمنہ بی بی کے گھر آیا
وہ نبیوں کے نبی ہیں اور یہ ولیوں کے ولی ٹھہرے
حضور غوث میں سرکار کا جلوہ نظر آیا
یہ اپنے ''مولوی'' کو دیکھ کر اچھے میاں بولے
مری محفل میں اب اک دیدہ ور صاحب نظر آیا
قبول اُفتد زہے عز و شرف یا شاہِ عین الحق
یہ سالم لے کے دامن میں عقیدت کے گہر آیا

(عرس مجیدی شریف، محرم ۱۴۲۰ھ)

۞

(سہارے کو تمہارا ہاتھ ہے چھپنے کو داماں ہے)

وہی خالق، وہی رازق، وہی غفار و رحماں ہے
ہے مستور از نظر پھر بھی وہ نزدیکِ رگِ جاں ہے

نبی کا میرے جب عرفان ناممکن ہے دنیا میں
تو پھر کس طرح سے ممکن نبی کے رب کا عرفاں ہے

مثال اُس کی کسی انسان میں گر ہو تو دکھلاؤ
سرِ عرشِ بریں میرا نبی تو رب کا مہماں ہے

مصیبت ٹال دے، راحت دے، ہر مشکل میں کام آئے
مؤثر کس قدر دیکھو تو نامِ شاہِ جیلاں ہے

ہمارا ہر بُنِ مو دے رہا ہے لو محبت کی
کہ عرسِ عینِ حق ہے آج اور جشنِ چراغاں ہے

حضورِ عینِ حق کا آستانہ تو حقیقت میں
شریعت کا چمن ہے اور طریقت کا گلستاں ہے

دیا اتنا کہ جو سو دامنوں میں آ نہیں سکتا
یہ منگتا تو یہاں دامن بڑھا کر بھی پشیماں ہے

ملے گا دہرا حصہ اس لیے سالمؔ کو وہ دل سے
غلامِ عینِ حق ہے اور گدائے شاہِ جیلاں ہے

(عرس مجیدی شریف،۱۴۲۱ھ/۲۳ر اپریل ۲۰۰۰ء اتوار)

☆☆☆

ہے سب تعریف اس کی جس کو خلاقِ جہاں کہیے
اُسی کو ساری مخلوقات کا روزی رساں کہیے

مکین لا مکاں کہیے نشانِ بے نشاں کہیے
رسول اللہ کو ایمان کی جاں جانِ جاں کہیے

انھیں کو افتخار و عز و نازِ فرشیاں کہیے
انھیں مسند نشینِ عرش و جانِ عرشیاں کہیے

دھڑلّے سے یہ کہیے اور بے ریب و گماں کہیے
شہ بغداد کو سب اولیا کا حکمراں کہیے

اگر کچھ اور کہنا ہے تو پھر شایانِ شاں کہیے
محی الدین کہیے اور غوثِ دو جہاں کہیے

معینِ دین و ملت والیٔ ہندوستاں کہیے
وہی تو ہند میں ہیں خواجۂ کل خواجگاں کہیے

جسے مارہرۂ اقدس کا فخرِ خانداں کہیے
اُسی کو آلِ احمد شمس دیں اچھے میاں کہیے

حضور شاہِ عین الحق کو حق کا ترجماں کہیے
انھیں کو غوثِ وقت و مرد حق، قطب زماں کہیے

شریعت کی ہے ان کی ذات اقدس پاسباں کہیے
اور اسرار طریقت کا انھیں کو رازداں کہیے

حقیقت آشنا کہیے انھیں حق کا نشاں کہیے
سلوک و معرفت میں ان کو جانِ عارفاں کہیے

جو عین الحق کو میر کاروانِ سالکاں کہیے
تو سالمؔ کو اسی لشکر کی گردِ کارواں کہیے

(عرس مجیدی شریف،۱۴۲۳ھ/یکم اپریل۲۰۰۲ءدوشنبہ)

☆☆☆

وہ میخانہ ہے یہ جس میں علی ہیں پیر میخانہ
خوشا تقدیر میکش اور زہے تقدیر میخانہ

''سقانی الحب کاسات الوصال'' جس نے فرمایا
بڑھی قدموں سے اس کے عزت وتوقیر میخانہ

حضور عین حق ہیں اور حضورِ اچھے صاحب ہیں
ہیں یہ ساقئ میخانہ تو ہیں وہ پیر میخانہ

جو پہنچوں گا میں کوثر پر تو شجرہ ہاتھ میں ہوگا
میں دوں گا ساقئ کوثر کو یہ تحریرِ میخانہ

جو پابند سلاسل ہو کہیں وہ جا نہیں سکتا
پڑی ہے دیکھ پاؤں میں مرے زنجیر میخانہ

بدایوں منتظر ہے مصر سے کب وہ جواں آئے
کہ کرنا ہے جسے آ کر نئی تعمیرِ میخانہ

نظر آتا ہے ہر سو اپنا میخانہ مجھے سالم
بسی کچھ ایسی آنکھوں میں مری تصویر میخانہ

☆☆☆

۞

رسول پاک کا میرے جو ہے طیبہ میں کاشانہ
حرم ہے کعبے کا کعبہ، ہے ہم نے تو یہی جانا
یہ ظاہر کرتا ہے کتنی محبت ان کو ہم سے ہے
''علینا'' میرے آقا کا شبِ معراج فرمانا
یہ حالت اب تو ہے میری کہ گھنٹوں نعتِ شاہ دیں
پڑھے جانا، پڑھے جانا، پڑھے جانا، پڑھے جانا
حضور غوث کا سکّہ رواں ہے ساری دنیا میں
ہم ان کے در سے ہی پاتے ہیں اپنا آب اور دانہ
ملے گی مے بھی اور انعام بھی، دیدار بھی ہوگا
مجیدی میکدے میں ہو رہا ہے جشنِ سالانہ
کرامت مست کی یہ تھی کہ منٹوں اور سیکنڈوں میں
کبھی طیبہ چلے جانا کبھی مکّے پہنچ جانا
یہ سالم کی گزارش ہے حضور غوثِ اعظم سے
کبھی اس کو بھی بلوانا کبھی خود بھی چلے آنا

(عرس مجیدی، ۱۴۲۵ھ/ ۹/ مارچ ۲۰۰۴ء، سہ شنبہ)

☆☆☆

اطاعت رب کی ہو یہ ہے پیامِ شاہِ عین الحق
نظامِ مصطفےٰ ہی ہے نظام شاہِ عین الحق

پیے گا جامِ کوثر ساقیٔ کوثر سے محشر میں
پیا ہے جس نے اس دنیا میں جامِ شاہِ عین الحق

کوئی فتنے اٹھاتا ہے تو یہ مردے جلاتا ہے
ذرا دیکھے کوئی طرزِ خرامِ شاہِ عین الحق

حضور عین حق سے شان پوچھو اچھے صاحب کی
تو پوچھو اچھے صاحب سے مقامِ شاہِ عین الحق

غلامِ غوث اس کو اس لیے دنیا سمجھتی ہے
یہ سالمؔ بھی ہے قسمت سے غلامِ شاہِ عین الحق

(عرس مجیدی ۱۴۲۴ھ/ ۲۱/ مارچ ۲۰۰۳ء، جمعہ)

☆☆☆

رب نے ایسا نبی دیا ہم کو جس سے رب کا ملا پتہ ہم کو
مسکرا کر حضور دیتے ہیں نعت کہنے کا حوصلہ ہم کو
سر کے بل ہم مدینے جائیں گے جب بلائیں گے مصطفیٰ ہم کو
جن میں چرچے نہ ہوں مدینے کے دن نہ دکھلائے وہ خدا ہم کو
اپنے پیارے نبی کی مدحت کا دے گا اللہ ہی صلہ ہم کو
قادری سلسلے میں داخل ہیں سایۂ غوث مل گیا ہم کو
لاج رکھ لیجیے شہ جیلاں سب سمجھتے ہیں آپ کا ہم کو
حبس کتنا ہو پھر بھی ملتی ہے دامنِ غوث کی ہوا ہم کو
ہم ہوں کچھ بھی، گدا ہیں اچھّے کے کہو تم شوق سے برا ہم کو
غوثِ اعظم کی شفقتیں کہ ملا عینِ حق شیخ حق نما ہم کو
مست ہیں رند مست ساقی بھی مل گیا ایسا میکدہ ہم کو
فیضِ ہم نام غوثِ اعظم نے غوث والا بنا دیا ہم کو
مقتدی ہیں ملا بحمد اللہ مقتدر جیسا مقتدا ہم کو
عاشقِ مصطفیٰ کے ہاتھوں سے جامِ عشقِ نبی ملا ہم کو
پیر سالم(۱) کا ہے کرم سالمؔ نام بھی اپنا دے دیا ہم کو

(عرس معینی شریف، ۱۴۲۴ھ/۳/اگست ۲۰۰۳ء)

۱۔ شہزادۂ غوث اعظم سید سالم گیلانی علیہ الرحمۃ

کلامِ حق کی ہے تفسیر گفتارِ معین الحق
ہے عکسِ سنتِ سرکار کردارِ معین الحق

جہاں دن رات موتی رحمتِ رب کے برستے ہیں
وہی ہے ہاں وہی دُر بار دربار معین الحق

ہے دیدارِ نبی، دیدار غوثِ پاک کا بے شک
ہے دیدار حضور غوث، دیدار معین الحق

کہا اچھے میاں نے پیار سے فضلِ رسول ان کو
دیا ہے شاہ عین الحق نے یہ ہار معین الحق

قلم مت کہیے اس کو دشمنانِ دین کے حق میں
ہے خوں آشام دودھاری یہ تلوارِ معین الحق

کبھی ہے حاضرِ دربار غوثِ دو سرا سالمؔ
کبھی ہے حاضرِ دربار سرکار معین الحق

(عرس معینی شریف، ۱۴۱۶ھ/ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۹۵ء)

ہوگا فنا یہ سب کا سب جتنا بھی تام جھام ہے
ہے جو سدا سے میرا رب اس کو ہی بس دوام ہے

اقصیٰ میں ہے چہل پہل قدس میں دھوم دھام ہے
سارے نبی ہیں مقتدی میرا نبی امام ہے

ذاتِ حبیب کبریا مرجع خاص و عام ہے
موردِ صد درود ہے موردِ صد سلام ہے

آئے سمجھ میں کس طرح غوث کا جو مقام ہے
ان کی کنیز ہے زمیں ان کا فلک غلام ہے

مستِ مئے الست کے عرس کا اہتمام ہے
ابر ہے، مے ہے، میکدہ، رند ہیں دورِ جام ہے

بکھری ہوئی ہیں مستیاں جلووں کا اژدہام ہے
بھر لو فقیرو جھولیاں آج تو اذنِ عام ہے

ان کے خدا نے یہ اثر ان کی زباں میں رکھ دیا
صبح کہیں تو صبح ہے شام کہیں تو شام ہے

در پہ ہے بھیڑ نعرہ زن تم بھی تماشا دیکھ لو
عشق کی واردات ہے حسن کا انتظام ہے

رتبہ ہمارے پیر کا دیکھو، حضورِ غوث نے
بھیجا انھیں غلاف ہے، بھیجا انھیں سلام ہے

فضل خدا کا کیوں نہ ہو سالمِ خاکسار پر
فضلِ رسولِ پاک کا یہ بھی تو اک غلام ہے

(عرس معینی شریف، جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ)

☆☆☆

سمجھ لو کیا ہیں اے اہلِ جہاں شاہ معین الحق
ہیں دنیا میں نشانِ بے نشاں شاہ معین الحق

نہ تنہا نازشِ ہندوستاں شاہ معین الحق
کہ ہیں فخرِ زمیں فخرِ زماں شاہ معین الحق

یہ سچ ہے میں کہاں اور تم کہاں شاہ معین الحق
زمیں میں ہوں تو تم ہو آسماں شاہ معین الحق

شہ عبدالمجید پاک تم پر فخر کرتے تھے
تھے نازاں حضرت اچھے میاں شاہ معین الحق

سلجھ جائیں گی پل بھر میں تمہارے اک اشارے سے
مقدر کی مرے سب گتھیاں شاہ معین الحق

گرائیں بجلیاں قہرِ خدا کی وہ نگاہوں سے
جلا نجدی کا جس سے آشیاں شاہ معین الحق

جمال اپنا دکھایا تم کو بے پردہ زہے قسمت
ہیں کتنے غوث تم پر مہرباں شاہ معین الحق

تمہارے در کا خادم ہوں اسی باعث جہاں والے
مجھے کہتے ہیں سب سالم میاں شاہ معین الحق

(عرس معینی شریف، ۱۴۲۱ھ)

ایک برقِ تجلّی جو چمکی ابھی، کون دیکھو یہ بالائے بام آ گیا
ماہتاب نبوت کی ہے یہ جھلک، ہو نہ ہو وہ ہی ماہ تمام آ گیا

یہ زمین و فلک سب سجائے گئے، عرشِ اعظم پہ جب وہ بلائے گئے
صحن اقصیٰ میں تھے منتظر مقتدی، کرنے ان کی امامت امام آ گیا

خوش نصیبی ہماری ذرا دیکھیے دین حق لے کے خیرالانام آ گئے
پھر وہی دینِ برحق ہمارے لیے، زندہ کرنے کو غوث الانام آ گیا

یہ بدایوں ہے، ہیں شیخ شاہی یہاں اور شاہِ ولایت کا ہے آستاں
ہو گیا شاد کام اور ہوا کامراں، اُن کے در پر جو ناشاد کام آ گیا

میرا ساقی تو ہے مست جام ولا، اس پہ ساقیٔ کوثر کی دیکھو عطا
اس کے ہاتھوں سے جو ایک جرعہ ملا، ہم کو تو کیف شرب مدام آ گیا

قادری میکدے کا ہے خادم وہی، جس کو سب کہتے ہیں سالم قادری
دین و دنیا میں ہے اس کو کافی یہی، میکشوں میں ترے اس کا نام آ گیا

(عرس معینی شریف،۱۴۲۲ھ)

مست جامِ ولا کا کیا کہنا

(شجرہ طیبہ قادریہ)

رب کی شانِ عطا کا کیا کہنا — پھر حبیبِ خدا کا کیا کہنا
عظمتِ مرتضٰی کا کیا کہنا — دستِ خیبر کشا کا کیا کہنا
شانِ صبر و رضا کا کیا کہنا — شاہ کرب و بلا کا کیا کہنا
عابد و باقر اور صادق کی — شان صدق و صفا کا کیا کہنا
کوئی کیا لکھے رتبۂ کاظم — اور امامِ رضا کا کیا کہنا
شیخ معروف اور سری سقطی — ان کے لطف و عطا کا کیا کہنا
سید الطائفہ جناب جنید — شبلیٔ پارسا کا کیا کہنا
فضلِ بوالفضل کا جواب نہیں — بوالفرح کی ادا کا کیا کہنا
بوالحسن میں ہے شانِ خلق حسن — مہرِ چرخ وفا کا کیا کہنا
مرشدِ غوث بو سعید پاک — ان کے جد و علا کا کیا کہنا
ہیں شہنشاہ وہ ولایت کے — غوثِ ہر دوسرا کا کیا کہنا
عبد رزاق اور ابو صالح — آلِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
شاہِ بو نصر اور علی موسیٰ — ان کی جودو سخا کا کیا کہنا
شہ حسن احمد و بہاؤ الدیں — اِن نجومِ ہدیٰ کا کیا کہنا

ایرچی و بھکاری پر صدقے	اور قاضی جیا کا کیا کہنا
شہ جمال و محمد و احمد	ان بڑے اولیا کا کیا کہنا
میر فضل اللہ صاحب البرکات	ہر دو اہلِ سخا کا کیا کہنا
شاہِ آل محمد و حمزہ	دونوں ہی رہنما کا کیا کہنا
شانِ مارہرہ شمسِ مارہرہ	جانِ شمس الضحیٰ کا کیا کہنا
جن کی ہر بات سے ہے حق ظاہر	عینِ حق حق نما کا کیا کہنا
مست بے خود بنا دیا سب کو	مست جامِ ولا کا کیا کہنا
پیشوائے زمانہ تاجِ فحول	دیں کے اس پیشوا کا کیا کہنا
پا لیا قربِ خاص کا اعزاز	مقتدر مقتدا کا کیا کہنا
عاشقانِ رسول کی صف میں	عاشق باصفا کا کیا کہنا
فرش پر جڑ ہے آسماں پر شاخ	شجرۂ عالیہ کا کیا کہنا

قادری سلسلہ ملا جس کو
اس کے بختِ رسا کا کیا کہنا

(عرس معینی ۱۴۲۳ھ/۱۴/اگست ۲۰۰۲ء چہار شنبہ)

☆☆☆

خاتم الانبیا کا کیا کہنا
شاہِ ہر دو سرا کا کیا کہنا

جو شفاعت کرے گا محشر میں
اس شفیع الوریٰ کا کیا کہنا

وہ جو ہادی ہے ساری خلقت کا
اس نبی الہدیٰ کا کیا کہنا

عید ہے یہ ہر ایک عالم کی
آمدِ مصطفٰے کا کیا کہنا

چاند سورج چلیں اشاروں پر
دستِ معجز نما کا کیا کہنا

عرشِ اعظم ہے پاؤں کے نیچے
رفعتِ مصطفٰے کا کیا کہنا

پیاری آواز اُدْنُ مِنّی کی
فَتَدَلّٰی دَنیٰ کا کیا کہنا

دل کو بھاتی ہے جن کی اک اک بات
ان کی ہر ہر ادا کا کیا کہنا

ہوئی ایسی نہ ہوگی ایسی ماں
سیدہ آمنہ کا کیا کہنا

جن کو بھیجا سلام خود رب نے
طیبہ طاہرہ کا کیا کہنا

سورۂ نور جن کی شاہد ہے
حضرت عائشہ کا کیا کہنا

فاطمہ کی بیاں ہو کس سے شان
یعنی خیر النسا کا کیا کہنا

ہیں وہ سید بھی اور جید بھی
حسن مجتبیٰ کا کیا کہنا

سر ہے سجدے میں تیغ گردن پر
اس حسینی ادا کا کیا کہنا

پنجتن اک عبا کے اندر ہیں
شانِ آلِ عبا کا کیا کہنا

جس کو چاہیں ولی بنادیں وہ
میرے غوث الوریٰ کا کیا کہنا

ہیں وہ فریاد رس زمانے کے
غوث ہر دوسرا کا کیا کہنا

جس کو دیکھو وہ ان کا شیدہ ہے
شکلِ خواجہ پیا کا کیا کہنا

ان میں شمس الضحیٰ کا کیا کہنا　　شمسِ دیں کی ضیا کا کیا کہنا
شمس دیں رب کو نذر جو دیں گے　　اس دُرِ بے بہا کا کیا کہنا
غوث جس سے گلے ملیں اس کی　　عزت و اعتلا کا کیا کہنا
وہ قلم ہو جو برہنہ شمشیر　　ایسی سیفِ خدا کا کیا کہنا
جو محبّ رسول نے کی تھی　　ویسی سعیٔ صفا کا کیا کہنا
عین سجدے میں جو کہ حاصل ہو　　اس فنا و بقا کا کیا کہنا
غوث جس کو غلاف بھیجیں اس　　دلبرِ اولیا کا کیا کہنا
ترجمانِ کتاب و سنت ہے　　مذہبِ حنفیہ کا کیا کہنا
شرحِ خُلقِ محمدی ہے یہ　　مشربِ صوفیہ کا کیا کہنا
ہے یہی مسلک اہل سنت کا　　اس رہ بے خطا کا کیا کہنا
پہلا اعلانِ حق ہوا جس جا　　یعنی کوہ صفا کا کیا کہنا
غار اصحابِ کہف اپنی جگہ　　شانِ غارِ حرا کا کیا کہنا
جس کی قرآں میں ہو قسم پھر اس　　بلدۂ طیبہ کا کیا کہنا
جس زمیں پر ریاضِ جنت ہو　　اُس کی آب و ہوا کا کیا کہنا
رشکِ جنت وہ بن گیا ہے اب　　دشتِ کرب و بلا کا کیا کہنا
غوث کا پایۂ تخت ہے بغداد　　مرکزِ اولیا کا کیا کہنا
کیف و میخوار اور ولی منظور　　لطف و ہادی ضیا کا کیا کہنا

خوب لکھی ہے یہ غزل سالم
تیری طبع رسا کا کیا کہنا

سید الاولیا کا کیا کہنا　　میرے غوث الوریٰ کا کیا کہنا
چاندسورج میں یہ چمک کب ہے　　روئے غوث الوریٰ کا کیا کہنا
لوحِ محفوظ دیکھ سکتی ہے　　چشمِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
ہے قدم جس پہ ان کے نانا کا　　پشتِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
ڈوبتوں کو سہارا دیتا ہے　　دستِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
گردنوں پر ہے سارے ولیوں کی　　پائے غوث الوریٰ کا کیا کہنا
سچ جو پوچھو تو اسمِ اعظم ہے　　نامِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
وہ تو جنت ہے قادریوں کی　　شہرِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
کتنا پیارا وہ نیلا گنبد ہے　　قصرِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
قِف علیٰ یا بنا ہے جس کی شان　　بابِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
مردے زندہ ہوئے جسے سن کر　　حکمِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
جس طرف دیکھو اُن کے جھنڈے ہیں　　شانِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
مصطفٰے فاطمہ علی حسنین　　اصلِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
عاصم و یوسف احمد ابراہیم　　آلِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
ہو جو فریاد رس زمانے کا　　ایسے غوث الوریٰ کا کیا کہنا
ہو بہو مصطفٰے کے جیسی ہے　　شکلِ غوث الوریٰ کا کیا کہنا
بس پڑھے جاؤ تم یہی سالمؔ　　میرے غوث الوریٰ کا کیا کہنا

(مسلسل عرس معینی شریف، ۱۴۲۳ھ)

جو قسمت سے گزر اپنا سرِ کوئے نبی ہوگا
زباں سے کیا کہیں عالم ہمارا دیدنی ہوگا

کہا کس نے کہ اُن سا دوسرا ہو ہی نہیں سکتا
یقیناً یہ تو کوئی واقفِ سرِّ خفی ہوگا

بروزِ حشر ہوگا وہ لواء الحمد کے نیچے
جو قسمت سے یہاں زیرِ لوائے قادری ہوگا

حضورِ آلِ احمد آئیں گے مشکل کشائی کو
مصیبت میں اگر کوئی بھی آلِ احمدی ہوگا

حضورغوث کے ہم نام بھی، عاشق بھی، نائب بھی
نہ دنیا بھر میں اب ایسا فقیرِ قادری ہوگا

فقیرِ قادری کے جشنِ صد سالہ کا کیا کہنا
یہ جشنِ پاک وجہِ افتخارِ دو صدی ہوگا

یہ دستک کس نے دی دروازۂ دل پر مرے سالمؔ
حضور غوث کے دربار کا ہی ایلچی ہوگا

(عرس محبّ الرسولی، جمادی الاول ۱۴۲۰ھ/۳۱/اگست ۱۹۹۹ء)

☆☆☆

تضمین بر کلام حضور تاج الفحول

جز خدا غیر پہ ہرگز نہیں تکیہ میرا
ہے وہی خالق و رازق وہی مولیٰ میرا
فضل سے اس کے بندھا رونگٹا رونگٹا میرا
''مہرباں مجھ پہ ہے اللہ تعالیٰ میرا
غوثِ اعظم کو کیا فضل سے آقا میرا''

سارے ولیوں کے ولی کون ہیں غوث الاعظم
اور حسینی حسنی کون ہیں غوث الاعظم
سروِ بستانِ علی کون ہیں غوث الاعظم
''گلِ ریحانِ نبی کون ہیں غوث الاعظم
بلبلِ مدح سرا نام ہے کس کا میرا''

سارے ولیوں میں نہیں غوث کے جیسا کوئی
نہ ہوا ایسا کوئی اور نہ ہوگا کوئی
خضر سے پوچھے مرے غوث کا رتبہ کوئی
''خضر کہتے ہیں کہ ثانی نہیں ان کا کوئی
سب جہاں عرش سے تا فرش ہے دیکھا میرا''

تو نے اے غوثِ جہاں مجھ کو یہ عزت بخشی
اوجِ دنیا بھی دیا فقر کی دولت بخشی
اس جہاں میں مجھے جب تو نے یہ عزت بخشی
''مدرسے میں جو مجھے اپنے اقامت بخشی
ہووے جنت میں ترے ساتھ ہی رہنا میرا''

آپ کے در کے گدا در پہ صدا دیتے ہیں
کاش کانوں میں صدا آئے کہ ''آ'' دیتے ہیں
آپ نے تو جسے جو چاہا دیا، دیتے ہیں
''آپ مردوں کو اشارے میں جلا دیتے ہیں
فضل سے کیجیے زندہ دل مردہ میرا''

ہو پسِ مرگ غلاف ان کا جو تن پر میرے
تو کریں اہل جہاں رشک بدن پر میرے
اس جہاں میں بھی ہے ہر وقت دہن پر میرے
''نامِ والا جو لکھا جائے کفن پر میرے
دھوم پڑ جائے جدھر نکلے جنازہ میرا''

مقتدر آقا کے صدقے میں رکھو میرا بھرم
مظہر حق کا تصدق ہو عنایت ہر دم

مجھ کو خیرات دو للہ پئے شاہِ امم
''مجھ پہ ہو پنجتن پاک کے صدقے میں کرم
خود کہا تم نے مریدوں پہ ہے پنجہ میرا''

قادری دولہا کا ہوں میں بھی اک ادنیٰ سا مرید
ان کے دیدار میں ہوتی تھی مجھے تیری دید
ان کے صدقے میں ہمیشہ ہی مری کر تائید
''برکت سے ہے ترے سلسلے کی مجھ کو اُمید
خاتمہ خیر سے ایمان پہ ہوگا میرا''

تم میں جلوے ہیں عیاں احمد مختار کے سب
تیور آتے ہیں نظر حیدر کرار کے سب
پورے ارمان ہوں اب سالم لاچار کے سب
''کام بن جائیں فقیر جگر افگار کے سب
تم جو فرماؤ خدا سے یہ ہے چیلا میرا''

(عرس محبّ الرسول ۱۴۲۱ھ/ ۱۹/اگست ۲۰۰۱ء شنبہ)

☆☆☆

کہا تمہیں جو امام الہدیٰ محبّ رسول
تو کہنے والے نے یہ سچ کہا محبّ رسول

کہوں گا بات میں یہ برملا محبّ رسول
کہ آپ میرے ہیں میں آپ کا محبّ رسول

سفینہ جا کے رُکے گا وہ بصرہ و بغداد
ہیں جس سفینے کے بھی ناخدا محبّ رسول☆

کرم سے آپ کے پہنچے ہیں ہم مدینے میں
ہو کس زباں سے ادا شکریہ محبّ رسول

بہت ہی ٹھاٹ سے سالمؔ کی زندگی گزری
یہ سب کرم ہے تمہارا ہی یا محبّ رسول

(عرس محبّ رسول ۱۴۲۲ھ)

☆☆☆

۞

زمیں پر آیا جب موکب شہنشاہِ رسولاں کا
منور ذرہ ذرہ ہو گیا اس بزمِ امکاں کا
پڑا اک ہاتھ جب اُس پر جناب شاہِ مرداں کا
تکبر مل گیا مٹی میں مرحب سے پہلواں کا
یزیدِ ناخلف ہے ننگ بے شک نوع انساں کا
تو فخرِ نوعِ انساں نام ہے شاہِ شہیداں کا
سبب بنتا ہے کس کا نام تسکین دل و جاں کا
حضور شاہِ جیلاں کا، حضور شاہِ جیلاں کا
جناب مظہر حق عبد قادر قطب دوراں کا
ہے عرس پاک یہ اک عاشقِ محبوب سبحاں کا
فقیرِ قادری ہیں یہ، غنی ابنِ غنی ہیں یہ
ہے جلوہ ان میں بغدادی ہے اُسوہ ان میں عثماں کا
فقیر قادری ہونا دلیلِ سر بلندی ہے
فقیر قادری کے در پہ سر جھکتا ہے سلطاں کا
یہی تاج الفحول و مظہر حق و صداقت ہیں
ہے ان کے آستاں سے فیض جاری شاہ جیلاں کا

ولی بیٹے ہوں جس کے اور ولی والد ولی دادا
بیاں کیا ہو سکے ایسے ولی کی عظمت و شاں کا
رہے اس کی زبان سے، ہاتھ سے محفوظ ہر مسلم
ہر اک مسلم کے اوپر حق ہے یہ ہر اک مسلماں کا
خدا گر بھیج دے پھر اک معین الدین کو ہم میں
تو حل ہو جائے سارا مسئلہ ہندو مسلماں کا
الٰہی بھیج دے پانی بحق شاہِ جیلانی
یہ نعرہ آج کل ہے ہر غلامِ شاہِ جیلاں کا
بدایوں سر زمیں ہے عالموں کی اور ولیوں کی
یہاں صدیوں سے دریا بہہ رہا ہے علم و عرفاں کا
کرے گا شاعری کیا خاک یہ کج مج بیاں سالم
جبھی ''تک بندیاں'' رکھا ہے اس نے نام دیواں کا

(عرس ۱۴۲۳ھ/۳۰رجولائی ۲۰۰۲ء سہ شنبہ)

☆☆☆

ہے نظارہ جمالِ ایزدی کا — جو ہو دیدار روئے احمدی کا
خدا نے اُن کی امت ان کو بخشی — نتیجہ ہے یہ حب لی امتی کا
ہے میری قادری نسبت تو دوہری — ٹھکانہ کیا مری خوش قسمتی کا
ہوں عبد قادری جیلی کا خادم — گدا ہوں عبد قادر قادری کا
فقیریٔ در غوث الوریٰ میں — نہیں ثانی فقیرِ قادری کا
سخاوت ان میں عثمانِ غنی کی — تو اُن میں علم ہے مولیٰ علی کا
صفا مروہ میں ہوں خود غوث آگے — تو کیا کہنا ہے پھر ایسی سعی کا
ہے وہ شرح حدیث فقر فخری — جو مشرب ہے فقیر قادری کا
خزانہ غوث کا مل جائے جس کو — تعلق اُس سے کیا ہو مفلسی کا

یہ سالمؔ تھا رہے گا اور اب بھی
ہے خادم بارگاہِ قادری کا

(عرس محبّ رسول،۱۴۲۴ھ/ ۱۹/جولائی ۲۰۰۳ء،شنبہ)

☆☆☆

یہ سوچا آپ نے دل میں کبھی کیا — کہ ہے شانِ رسول ہاشمی کیا
وہاں موجود ہے جنت کی کیاری — نہیں ہے خلد دربار نبی کیا
وہ کیا ہے جو نہیں ملتا وہاں سے — ہے طیبہ میں کسی شے کی کمی کیا
تبسم پر نبی کے مَیں تصدق — یہ جاں کردوں ہے دنیائے دَنِی کیا
نہ جاں دیدے جو ناموسِ نبی پر — تو ایسا امتی پھر امتی کیا
ہے فیض غوث تو ہر سلسلے میں — تو پھر تفریق چشتی قادری کیا
نہ سمجھے جو مقامِ مصطفےٰ کو — وہ سمجھیں گے مقامِ ایزدی کیا
''عزوم قاتل عند القتال'' — بھلا اب ہم کو خوفِ دشمنی کیا
نہ ہوں قرباں جو غوثِ پاک پر وہ — غلامانِ فقیرِ قادری کیا
ہے ساری شانِ باب الشیخ (۱) اس میں — ہے لوگوں یہ محلّہ مولوی کیا
نہ دیکھا اس برس بغداد میں نے — نہیں ہے یہ مری بدقسمتی کیا

فدائے طیبہ و عشاقِ بغداد
اب وجد سب ہیں سالم قادری کیا

(عرس محبّ رسول، ۱۴۲۵ھ/ ۸؍جولائی ۲۰۰۴ء، پنجشنبہ)

☆☆☆

۱۔ بغداد شریف میں روضۂ غوث اعظم جس محلّہ میں ہے اس کا نام ''باب الشیخ'' ہے۔

کرم کس قدر ہے یہ ہم پر خدا کا
کیا اُمّتی ہم کو خیر الوریٰ کا

ہوا عرش پر جب گزر مصطفےٰ کا
فرشتوں میں تھا شور صلِّ علیٰ کا

جو خادم ہوں میں سیدالاولیا کا
تو ہوں امتی سرورِ انبیا کا

جگر پتہ پتہ ہوا ہر بلا کا
لیا نام جب میں نے مشکل کشا کا

جہاں ذکر ہوتا ہے صبر و رضا کا
تو نام آتا ہے شاہِ کرب و بلا کا

تصرف تو دیکھو یہ غوث الوریٰ کا
کہ قبضے میں ہے پھیر دینا قضا کا

خدا اور رسولِ خدا جب ہیں حامی
تو احسان کیوں لیں کسی ناخدا کا

مدینے سے لائی ہے بوئے محمد
ہے احسان ہم پر یہ بادِ صبا کا

مرا قادری جام دو آتشہ ہے
مزہ اس میں ہے بادۂ چشتیہ کا

خدا کا بلاوا جو سجدے میں آئے
تو دیکھو بقا میں بدلنا فنا کا

کروں کیسے دعوائے عشقِ محمد
میں عاشق ہوں اک عاشق مصطفےٰ کا

جسے کہتے ہیں سالمؔ قادری سب
وہ دیوانہ ہے اپنے غوث الوریٰ کا

(عرس مقتدری شریف، محرم ۱۴۱۹ھ)

☆☆☆

مناسب ہے کہ لب پر پہلے حمد کبریا آئے
پھر اُس کے بعد لب پر نعتِ محبوب خدا آئے

گزر پل پر ہو جس دم اور ہنگامِ قیامت ہو
مرے کانوں میں اُس دم ربِّ سلِّم کی صدا آئے

صحابہ ڈر رہے تھے دیکھ کر در پر عمر کو جب
کہا حمزہ نے آنے دو وہ اندر تو ذرا آئے

مئے بغداد جام چشت اور خوشبو ہو برکاتی
ہوں ساقی مقتدر آقا تو پینے کا مزہ آئے

بلایا ہے شہِ بطحا نے سالمؔ کو مدینے میں
کوئی ہرکارہ اب اے کاش یہ کہتا ہوا آئے

(عرس مقتدری شریف، محرم ۱۴۲۰ھ)

☆☆☆

(ملی نجات جو آئی قضا مدینے میں)

جو حاضری ہو کبھی خیر سے مدینے میں
کمی نہ آئے ادب کے کسی قرینے میں

بلائیں گے جو وہ رمضان میں مدینے میں
پڑھیں گے ہم بھی کلامِ خدا شبینے میں

سکون دل کا نہ پاؤ گے تم جہاں میں کہیں
سکونِ دل تو ملے گا فقط مدینے میں

وہ کیف دیتی ہے میرے نبی کی پابوسی
کہ پتھروں نے رکھا نقشِ پا کو سینے میں

یہ میری نیند کا مجھ پر ہے کس قدر احساں
لگی بس آنکھ اِدھر اور میں تھا مدینے میں

ہیں نا خدا شہِ بغداد جس سفینے کے
خدا کا شکر ہیں ہم بھی اسی سفینے میں

ہمارے پیر نے بغداد ہم کو پہنچایا
حضور غوث نے پہنچا دیا مدینے میں

(عرس مقتدری شریف، ۱۴۲۱ھ/۳۰/اپریل ۲۰۰۰ء اتوار)

۞

رب کے سوا جہاں میں کسی کو بقا نہیں
بس ایک اُس کی ذات ہے جس کو فنا نہیں

بعد از خدا بزرگ ہیں وہ قصہ مختصر
ان سے بزرگ کوئی خدا کے سوا نہیں

محبوب رب ہے تابع فرمانِ مصطفےٰ
پیرو نہیں جو ان کا وہ اللہ کا نہیں

نازل سکینہ جن پہ ہوا غار ثور میں
صدیق اور نبی ہیں کوئی تیسرا نہیں

سرکار مقتدر کے کرم سے ہوئی یہ نعت
سالمؔ کو آتا جاتا نہیں تو ذرا نہیں

(عرس مقتدری ۱۴۲۲ھ)

☆☆☆

مقبولِ بارگاہِ خدا وہ ہوا نہیں
دل سے مرے رسول پہ جو بھی فدا نہیں

اس کو رسولِ پاک سے کچھ واسطہ نہیں
جو بھی غلامِ حضرتِ غوث الوریٰ نہیں

دربار غوث سے نہ ملے گی اُسی کو بھیک
جو دل سے خادمِ در خواجہ پیا نہیں

ہندالولی کے در سے اُسے کیا ملے بھلا
اچھے میاں کے در سے جسے رابطہ نہیں

اچھے میاں کا فیض اُسے کیسے مل سکے
دربار عینِ حق کا جو دل سے گدا نہیں

سرکار عینِ حق اُسے پہچانتے نہیں
جس دل میں مقتدر کے لیے کچھ جگہ نہیں

لوٹے وہ کیسے بخششِ سرکارِ مقتدر
عبدالقدیر پاک کا جو بھی ہوا نہیں

درگاہِ قادری میں تو سارے ہی فیض ہیں
سب کا کرم ہے سلسلہ کوئی بچا نہیں

سالمؔ نہ تجھ کو کیسے ملیں ساری نعمتیں
کیا ان سبھی دروں سے ترا واسطہ نہیں

(عرس مقتدری ۱۴۲۲ھ)

☆☆☆

کھنڈر قسمت کا میری پھر نیا تعمیر ہو جائے
جو حاصل خاکِ نعلین غلامِ پیر ہو جائے

میں چھوڑوں ہند اور رہنے لگوں جا کر مدینے میں
مرے سرکار اب ایسی کوئی تدبیر ہو جائے

کہے خود پیر میں ہوتا مرید ان کا تو اچھا تھا
مرید ایسا نہ کیوں پھر صاحب توقیر ہو جائے

مدد کا وقت ہے حالات نازک ہیں کرم کیجئے
مرے آقا کہیں ایسا نہ ہو تاخیر ہو جائے

حضور مقتدر سے بس یہ سالمؔ کی گزارش ہے
کہ تحریر اور تقریر اس کی پُر تاثیر ہو جائے

(عرس مقتدری ۱۴۲۴ھ/ ۲۸ / مارچ ۲۰۰۳ء محفل')

☆☆☆

۞

شعورِ فکر و فن پایا متاعِ آگہی پائی
جو شہرِ علم کے شہری بنے دولت بڑی پائی

عرب کے چاند کو اللہ نے وہ نور بخشا ہے
زمانے میں جدھر دیکھا اُسی کی چاندنی پائی

ترستے تھے تبسم کے لیے لب جن بچاروں کے
انھوں نے آپ کے در سے ہنسی پائی خوشی پائی

ستم سہتے تھے جو اور ظلم کی چکی میں پستے تھے
سب ایسے غم کے ماروں نے نئی اک زندگی پائی

لرز جاتے تھے جن کا نام سن کر قیصر و کسریٰ
غلاموں نے نبی کے ایسی شانِ خسروی پائی

لواء الحمد ان کا ہے انھیں اذنِ شفاعت ہے
مرے سرکار نے محشر میں کیسی سروری پائی

شہ بغداد کے قدموں میں ہم نے حکمِ خالق سے
تمامی اولیاء اللہ کی گردن جھکی پائی

فرشتہ موت کا رب کا بلاوہ لے کے جب آیا
تو گردن مقتدر کی اس نے سجدے میں جھکی پائی

مجھے ہو جس قدر بھی ناز اس پر کم ہے اے سالمؔ
کہ دربانیِ دربار فقیر قادری پائی

(عرس مقتدری ۱۴۲۴ھ، مشاعرہ)

☆☆☆

۞

بڑا ارمان ہے یہ میرے جی میں
کہ دوں جھاڑو مدینے کی گلی میں

نہ سایہ ہے نہ کوئی اُن کا ثانی
نہیں ہے ایسی یکتائی کسی میں

ہے شان رحمۃ اللعالمینی
حدیث ربِّ ھب لی اُمتی میں

وہ ہیں محبوب رب ہوتی ہے بے شک
اطاعت رب کی ان کی پیروی میں

خدا سے جنگ کو تیار ہو جو
ملوث ہے ولی کی دشمنی میں

ولایت جس کو بھی چاہیں وہ دے دیں
یہ دیکھی شان ولیوں کے ولی میں

نرالی شانِ محبوبی ہے بے شک
مرے اچھے میاں مارہروی میں

نجف بغداد اور طیبہ کے جلوے
نظر آتے ہیں عرس قادری میں

قدیرؔ باصفا کو قرب حاصل
ہے سالمؔ بارگاہِ ایزدی میں

(طرحی مشاعرہ عرس قادری شریف، ۸؍شوال ۱۴۲۳ھ، شب جمعہ)

☆☆☆

۞

رموزِ ظاہر و باطن کے محرم قادری دولہا
شریعت اور طریقت کا ہیں سنگم قادری دولہا

محرم عید ہے جس میں تمہاری دید ہو جائے
نہ ہو تو عید ہے ہم کو محرم قادری دولہا

محدث، پیکرِ رشد و ہدایت، مفتیٔ اعظم
تھیں جمع خوبیاں سب تم میں باہم قادری دولہا

غنی ابن غنی ہو تم، سخی ابن سخی ہو تم
پڑا پلتا ہے در پر ایک عالم قادری دولہا

دیا تم نے حضور غوث کی جب سرپرستی میں
تو پھر سالمؔ کو ہو کس بات کا غم قادری دولہا

(عرس قادری شریف، ۸؍شوال ۱۴۲۰ھ/ جنوری ۲۰۰۰ء، طرحی مشاعرہ)

☆☆☆

جس نے بنائے عالم میرا خدا وہی ہے
جس کے لیے بنائے وہ تو مرا نبی ہے

تعریف جس کی رب نے قرآن میں بھی کی ہے
خلقِ محمدی ہے خلقِ محمدی ہے

پالا ہے جس نے مجھ کو وہ عاشقِ نبی ہے
صہبائے عشقِ سرور گھٹی میں مَیں نے پی ہے

پہنچے وہ عرش پر جب میں تو یہی کہوں گا
قدموں سے اُن کے اُس کی توقیر بڑھ گئی ہے

کیا خوب گل کھلے ہیں گلزار احمدی میں
صدیق ہے عمر ہے عثمان ہے علی ہے

احناف و شافعی ہوں یا مالکی ولی ہوں
تابع ہیں جس کے یہ سب وہ میرا حنبلی ہے

سبطینِ مصطفیٰ کی کیا بات اللہ اللہ
خوشبو میرے نبی کی دونوں سے آ رہی ہے

مرشد کا میرے رتبہ کیسے سمجھ میں آئے
غوث الوریٰ کا نائب اس دور میں وہی ہے

سالمؔ کے وہ ہیں آقا سالمؔ ہے ان کا خادم
سالمؔ کے پاس کیا ہے بس ان کا نام ہی ہے

(عرس قادری، طرحی مشاعرہ، ۱۴۲۴ھ/۳ر دسمبر ۲۰۰۳ء، بدھ)

☆☆☆

مصرعہ طرح:- ''شہ جیلاں کو ہے تم سے محبت قادری دولہا''

منور کوکبِ برجِ ولایت قادری دولہا
درِ مکنونِ دُرجِ قادریت قادری دولہا

ہوان کی عظمتوں کا کیا بیاں، ہم جیسے لوگوں سے
حقیقت میں ہیں اک مینارِ عظمت قادری دولہا

ہوئے سیراب جن سے تشنگان ظاہر و باطن
ہیں ایسا چشمۂ رشد و ہدایت قادری دولہا

شریعت ہو، طریقت ہو کہ عرفانِ حقیقت ہو
ہیں سب میں محرم اسرار قدرت قادری دولہا

شہ جیلاں شہانہ جس کو بھجوائیں محبت سے
وہی ہے بس وہی ہے درحقیقت قادری دولہا

شہ فضلِ رسول پاک نے جن کی بشارت دی
ہیں فخرِ خانداں لاریب حضرت قادری دولہا

سنوارا جن کو عبدالمقتدر نے عبد قادر نے
ہیں سالم وہ میرے طریقت قادری دولہا

(عرس قادری، ۸؍شوال ۱۴۲۵ھ/۲۲؍نومبر ۲۰۰۴ء)

متفرقات

غمِ ہجرِ مصطفٰے سے مرا دل ہے پارہ پارہ
مجھے لے چلو مدینے مرے دوستوں خدارا

میں ہوں ان کا نام لیوا جو ہیں عرش کے ستارے
نہ کبھی غروب ہوگا مرے بخت کا ستارا

یہ حضور اچھے صاحب یہ حضور عین حق ہیں
جو ہے ایک ماہِ کامل تو ہے ایک ماہ پارا

جو لکھیں تو کیا لکھیں ہم بھلا منقبت میں اس کی
جو ہو مصطفٰے کا پیارا جو ہو غوث کا دُلارا

ہے بہت بڑا خزانہ جو ملا ہے ان کا دامن
جو چھٹے خدا نہ کردہ تو ہے یہ بڑا خسارا

یہ سند ہے مغفرت کی یہ عطائے غوثیت ہے
مجھے کہہ کے میرا سالم میرے پیر نے پکارا

۞

اٹھا کر نظر ہم جدھر دیکھتے ہیں
تو نورِ نبی جلوہ گر دیکھتے ہیں

انھیں سجدہ کرتے شجر دیکھتے ہیں
تو دیتے گواہی حجر دیکھتے ہیں

کبھی عرشِ اعظم پہ ہیں رب کے مہماں
کبھی جلوہ گر فرش پر دیکھتے ہیں

فضا میں مدینے کی ہے کیف و مستی
معطر ہر اک رہ گزر دیکھتے ہیں

کوئی شق ہوا ڈوب کر کوئی نکلا
نظر ان کی شمس و قمر دیکھتے ہیں

نہیں ہے جو وابستہ در سے نبی کے
اسے پھرتا ہم در بدر دیکھتے ہیں

نظر آیا گنبد جو پیر علی سے
تو عاشق بھلا اب کدھر دیکھتے ہیں

یہ طیبہ میں ہیں اور نہاوند میں وہ
مگر ساریہ کو عمر دیکھتے ہیں

یہ ہے شانِ غوث الوریٰ اولیا میں
قدم ان کے اور سب کے سر دیکھتے ہیں

گزرتی ہے جو ٹھاٹ سے زندگانی
یہ ماں کی دعا کا اثر دیکھتے ہیں

سبھی تیری شیریں بیانی میں سالم
عیاں فیضِ گنج شکر دیکھتے ہیں

(شب اسلمی پچھوند شریف، ۱۴۲۴ھ/ ۱۵/اگست ۲۰۰۳ء)

☆☆☆

(مصرعہ طرح:- ''جان قربان مزارِ شہِ والا کر دوں'')

اور کچھ ہو کہ نہ ہو کم سے کم اتنا کر دوں
اپنا سب کچھ ہی فدائے شہِ بطحا کر دوں

میرے قبضے میں مہ و مہر و کواکب ہوں اگر
سب نچھاور بہ رخِ شاہ مدینہ کر دوں

''حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم''
اے خدا میں بھی کرم سے ترے ایسا کر دوں

عشقِ سرکار ہی ایمان کی جاں ہے بے شک
ایک جملے میں مَیں ایماں کا خلاصہ کر دوں

شامِ عمر گزراں آئے تو ہنس کر سالمؔ
نام لوں ان کا میں اور ختم فسانہ کر دوں

(نعتیہ مشاعرہ طرحی، ڈاکٹر زاہد صاحب، ۲۲ر ستمبر ۲۰۰۲ء)

☆☆☆

رحیم و منتقم شانِ خدا یوں بھی ہے اور یوں بھی
نبی دیں، رب سے دلوا دیں عطا یوں بھی ہے اور یوں بھی

کوئی بغداد ہو کر جائے یا اجمیر سے ہو کر
مدینہ طیبہ کا راستہ یوں بھی ہے اور یوں بھی

ہے ہر لمحہ فزوں رتبہ، خدا طالب رضا کا ہے
ثنائے مصطفیٰ در والضحیٰ یوں بھی ہے اور یوں بھی

طریقہ قادری چشتی، نسب عثمانی و علوی
مرا یہ جام مئے دو آتشہ یوں بھی ہے اور یوں بھی

غلامِ غوثِ اعظم ہے گدا ہے خواجہ صاحب کا
خوشا تقدیر سالمؔ کا بھلا یوں بھی ہے اور یوں بھی

۞

اللہ کے محبوب ہیں وہ سب کو خبر ہے
پتھر نے پڑھا کلمہ تو سجدے میں شجر ہے

ہیں یوں تو بشر سب ہی پر انصاف سے کہہ دو
اک ان کے سوا اور کوئی خیرِ بشر ہے

یہ شان ہے مستانِ مئے عشقِ نبی کی
بیٹھے ہیں یہاں گنبدِ خضرا پہ نظر ہے

رہتے ہیں اسی گھر میں شہنشاہِ مدینہ
یہ دل مرے سینے میں جو اللہ کا گھر ہے

جس در پہ صدا دیتے ہیں شاہانِ زمانہ
وہ در تو فقط احمدِ مختار کا در ہے

طیبہ کے شب و روز کا اللہ رے عالم
ہر شب ہے وہاں دن تو ہر اک شام سحر ہے

پھر آ گیا رمضان کہیں کوئی بھی جائے
سالمؔ کی تو قسمت میں مدینے کا سفر ہے

(۳۰؍شعبان۱۴۲۳ھ بدایوں)

☆☆☆

مکانِ مالکِ جنت یہیں ہے | مدینہ رشکِ فردوسِ بریں ہے
نہ کیوں طیبہ میں ہو رحمت کی بارش | دیار رحمۃ اللعالمیں ہے
نبی کی رفعتوں کا کیا ٹھکانہ | نبی کے زیرِ پا عرشِ بریں ہے
کہاں سے آئے کوئی ان کے جیسا | مثیل ان کا تو ممکن ہی نہیں ہے
اطاعت ان کی اور ان سے محبت | یہی تو میرا مسلک میرا دیں ہے
وہی ہیں باعثِ ایجاد عالم | یہ عالم ان کے ہی زیرِ نگیں ہے
اُنھی کے ہونے سے سب کچھ ہوا ہے | نہ ہوں گر وہ تو پھر کچھ بھی نہیں ہے
گنہ گارانِ اُمت کو مبارک | نبی اپنا شفیع المذنبیں ہے
مکینِ لا مکاں مہمانِ اسرا | بجز سرکار کے کوئی نہیں ہے
نبی میرا ہے ایسی شان والا | وہ محبوب الٰہ العالمیں ہے
ھوالاول ھوالآخر کا مصداق | وہ فخرِ اولین و آخریں ہے
ہے بس خلقِ عظیم اس کا ہی اخلاق | وہی تو صادق الوعد و امیں ہے
وہی ہے عالمِ علم لدُنی | وہی تو صاحبِ فتح مبیں ہے
ہوئی تکمیل دیں میرے نبی پر | تو میرا غوث بے شک محی دیں ہے

جسے کہتا ہے سالمؔ اک زمانہ
غلامانِ غلام شمسِ دیں ہے

(پونہ، ربیع الاول ۱۴۲۴ھ)

مدینے میں نبی کی دید کا سامان لایا ہوں
مدینے سے میں اُن کی یاد ہندوستان لایا ہوں

بھلا لاتا ہی کیا میں اُن کے لائق نذر کرنے کو
تھی میرے پاس بس اک جان اپنی جان لایا ہوں

غلام ایسے نبی کا ہوں خدا کو جس نے دیکھا ہے
میں بن دیکھے خدا پر اس لیے ایمان لایا ہوں

توکل اُس پہ الفت اُن سے اور قرآن سینے میں
میں بخشش کے لیے محشر میں یہ سامان لایا ہوں

مکمل ہو گیا دیں تو رسولِ آخری بولے
کہ لوگوں میں خدا کا آخری فرمان لایا ہوں

ھوالقادر ہے دل پر نقش، شجرہ ہاتھ میں دیکھو
میں اپنے قادری ہونے کی یہ پہچان لایا ہوں

ہو خورشید قیامت کا مجھے غم کس لیے سالمؔ
میں اپنے سر پہ غوث پاک کا دامان لایا ہوں

(بمبئی، ربیع الاول ۱۴۲۴ھ)

☆☆☆

مجھ کو کعبے کا کعبہ ملے یا نبی
آپ کا آستانہ ملے یا نبی

تم سے اچھا تو دنیا میں ہے ہی نہیں
پھر کہاں تم سے اچھا ملے یا نبی

مجھ کو سرکار در پر بلا لیجیے
اب تو طیبہ کا رستہ ملے یا نبی

دامنِ پاک کا آپ کے حشر میں
مجھ کو بھی شامیانہ ملے یا نبی

جامِ کوثر ملے جب مجھے حشر میں
وہ تمہارا ہی جھوٹا ملے یا نبی

ہے کرم آپ کا یہ، خدا کی قسم
مجھ کو جو غوث و خواجہ ملے یا نبی

ہے بزرگوں پہ میرے کرم آپ کا
مجھ کو اب میرا حصہ ملے یا نبی

آپ کا ہی ہے سالؔم اُسے آپ سے
دولتِ دین و دنیا ملے یا نبی

(جنیر، ۲؍شعبان ۱۴۲۴ھ/ ۲۹؍ستمبر ۲۰۰۳ء، دوشنبہ)

۞

حق تعالیٰ نے سرکارِ بغداد کو حق ہے شاہنشہِ اولیا کر دیا
اب سنیں حشر تک سب کی فریاد یہ اس لیے ان کو غوث الوریٰ کر دیا

دل بڑھاتے ہیں یہ، ناز اٹھاتے ہیں یہ، ہم غریبوں کی بگڑی بناتے ہیں یہ
جی میں آئے تو مردے جلاتے ہیں یہ، اِن کو رب نے یہ رتبہ عطا کر دیا

جشنِ صد سالہ اک امرِ دشوار تھا ناتواں کاندھوں پہ اک بڑا بار تھا
ان کی بس اک نگاہِ کرم ہو گئی جس نے آسان ہر مرحلہ کر دیا

ایسے آقا پہ قربان جاؤں نہ کیوں ایسے آقا کے گُن گان گاؤں نہ کیوں
اُن کے لطف وعنایت کی حد دیکھیے میں نے جو مانگا مجھ کو عطا کر دیا

ان کے قدموں سے اس کو یہ عزت ملی کیسی عظمت ملی کیا فضیلت ملی
شاہِ بغداد نے اپنے بغداد کو مرکزِ اولیا اصفیا کر دیا

ہو کرم مجھ پہ اے میرے پیرانِ پیر از پئے مقتدر بہرِ عبدالقدیر
آپ نے ہی تو اپنا بنا کر وزیر ان کا اونچا بہت مرتبہ کر دیا

پشت ہا پشت سے سالمؔ قادری ہوں سگِ کوئے غوث وعلی و نبی
جو شہِ اولیا ہیں یہ قسمت مری رب نے ان کی مجھے خاک پا کر دیا

تضمین بر غزل حضور تاج الفحول

تمہارا ہی ہے یہ اعلان یا محبوب سبحانی　　پکارے مجھ کو جو انسان یا محبوب سبحانی
بلا سے وہ بچے ہر آن یا محبوب سبحانی　　”کرو مشکل مری آسان یا محبوب سبحانی
ہوا ہوں میں بہت حیران یا محبوب سبحانی“

جو منکر ہے ترا وہ ہر طرح خاسر ہو خائب ہو　　بھلا خادم ترا کیسے گرفتار مصائب ہو
ہے تیرا حکم سب پر کوئی حاضر ہو کہ غائب ہو　　”جناب سرور عالم کے تم عالم میں نائب ہو
تمہارا عام ہے فرمان یا محبوب سبحانی“

ہیں سارے اولیا میں آپ سب سے افضل و برتر　　فضائل آپ کے ہیں سب کی عقل و فہم سے باہر
کرم ہے رب کا یہ اور ہے یہ لطفِ ساقیٔ کوثر　　”قدم ہے آپ کا سب اولیا اللہ کے سر پر
جو منکر ہے وہ ہے نادان یا محبوب سبحانی“

کرم کیجیے شہ عبدالقدیر پاک کا صدقہ　　نگاہِ لطف ہو مجھ پر برائے مقتدر آقا
وسیلے سے فقیرِ قادری کے اب مدد فرما　　”پے فضلِ رسولِ پاک مجھ پر فضل ہو تیرا
رہوں تم پر فدا ہر آن یا محبوب سبحانی“

زباں پر میری اُٹھتے بیٹھتے بس نام ہو تیرا　　تمنا ہے یہی سالم کی تجھ سے اے مرے آقا
مری تقدیر تو دیکھو مری قسمت کا کیا کہنا　　”فقیر قادری ہوں نامِ والا ورد ہے میرا
ملا ہے آپ کا دامان یا محبوب سبحانی“

☆☆☆

زباں پر میری پہلے نعرۂ اللہ اکبر ہے
پھر اس کے بعد لب پر مدحتِ محبوب داور ہے

نبی میرا نبی الانبیا ہے سب کا سرور ہے
ہر اک عالم کی رحمت ہے سبھی خلقت کا رہبر ہے

علی سے پوچھیے کیا رتبۂ صدیقِ اکبر ہے
بتائیں گے یہ بس بو بکر ہی کیا شانِ حیدر ہے

گدائے غوث ہیں شاہوں سے اپنی شان بڑھ کر ہے
یہی کاسہ گدائی کا ہماری کیسۂ زر ہے

ھوالاول ھوالآخر ھوالظاہر ھوالباطن
یہی حمدِ الٰہی ہے یہی نعتِ پیمبر ہے

نبی کی شکل دیکھیں گے نبی کی شان دیکھیں گے
ہمیں تو آج ہی سے انتظارِ روزِ محشر ہے

بشر ہیں وہ مگر ایسے کہ سایہ تک نہیں جن کا
بھلا سایہ ہو جس کا وہ کہاں اُن کے برابر ہے

کہے گا دیکھ کر مجھ کو یہ بابِ خلد پر رضواں
اسے جانے دو جنت میں یہ مدّاحِ پیمبر ہے

کرم کی انتہا دیکھو کہ اس عالم میں آتے ہی
مسلسل ربِ ھب لی امتی ان کی زباں پر ہے

مقدر کا سکندر مت کہو میں ہوں غلام ان کا
سکندر کو کہاں حاصل تھا جو میرا مقدر ہے

عبادت ہے خدا کی، پر ہے قبلہ ان کی مرضی کا
جو ہے جانِ عبادت وہ تو بس عشقِ پیمبر ہے

شہِ بغداد کو اللہ نے یہ مرتبہ بخشا
قدم ان کا تمامی اولیا کی گردنوں پر ہے

علی نانا ہیں اور دادا ہیں عثمانِ غنی سالمؔ
پہنچ میری تو ان دونوں گھروں میں ہی برابر ہے

(مشاعرہ ڈاکٹر زاہد، شعبان، ۱۴۲۰ھ)

☆☆☆

سرورِ قلبِ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
حضورِ غوث کے گدی نشیں تشریف لے آئے

رسول اللہ کے نورِ نظر ہیں جانِ حیدر ہیں
یہ حسینی وراثت کے امیں تشریف لے آئے

جو ولیوں کے ولی ہیں پیر ہیں جو سارے پیروں کے
انھیں کے لختِ دل اور جانشیں تشریف لے آئے

بدایوں میں ستاروں کی طرح ہیں اولیاء اللہ
اب ان کے درمیاں ماہِ مبیں تشریف لے آئے

مبارک ہو مبارک ہندیوں تم کو مبارک ہو
کہ وہ بغداد سے چل کر یہیں تشریف لے آئے

چلی جائے گی اب فصلِ خزاں گھر سے غلاموں کے
بہاریں لے کے ابنِ محی دیں تشریف لے آئے

فدا ہیں سید احمد پر ہمارے جان و دل سالم
ہمارے خانۂ دل کے مکیں تشریف لے آئے

(تشریف آوری نقیب الاشراف بہ سلسلہ جشنِ صد سالہ ۱۹/۱ اکتوبر ۱۹۹۸ء بدایوں شریف)

مری دنیا ہو تم اور میرا دیں ہو　　یقیں عین الیقیں حق الیقیں ہو

جو خالق میرا رب العالمیں ہے　　تو تم بھی رحمۃ اللعالمیں ہو

تمہیں ہو صاحبِ لولاک و معراج　　تمہیں تو صاحبِ فتح مبیں ہو

کہا یہ طائرِ سدرہ نشیں نے　　اب اِس سے آگے آقا بس تمہیں ہو

حسیں ہوں گے زمانے میں ہزاروں　　مری نظروں میں اک تم ہی حسیں ہو

مکمل شانِ یکتائی تو دیکھو　　ہوا ایسا نہ اب ایسا کہیں ہو

لکھوں جب صاحبِ معراج کا وصف　　قلم میرا پر روح الامیں ہو

تمہارے در پہ گزرے زندگانی　　تو شامِ زندگانی بھی وہیں ہو

سنیں اشعار جب میرے تو سالم
کہیں سرکار اچھا یہ تمہیں ہو

(مشاعرہ طرحی ڈاکٹر زاہد، جمادی الاول ۱۴۲۱ھ)

☆☆☆

تضمین بر غزل حضور تاج الفحول

ہر اک اہلِ نظر کہتا ہے یا محبوبِ سبحانی
اَحد، احمد کا تو پیارا ہے یا محبوب سبحانی
حدِ ادراک سے بالا ہے یا محبوب سبحانی
''ترا وہ رتبۂ علیا ہے یا محبوب سبحانی
کہ اک عالم ترا شیدا ہے یا محبوب سبحانی''

تری ذاتِ گرامی ہے خدا کے نور کی ''پیکر''
تری سیرت سراپا سنتِ سرکار کی مظہر
ہے سارے اولیا میں تو ہی سب سے افضل و برتر
''سروں پر گردنوں پر اولیا اللہ کے یکسر
بہ امرِ حق قدم تیرا ہے یا محبوبِ سبحانی''

تمہیں سنتے ہو سب اپنے غلاموں کی صداؤں کو
بدل دیتے ہو تم دریا کی طوفانی ہواؤں کو
مصیبت کو پریشانی کو اور مہلک وباؤں کو
''ہوا ہے تجربہ لاکھوں جگہ لاکھوں بلاؤں کو
تمہارے نام نے ٹالا ہے یا محبوب سبحانی''

بتایا راستہ حق کا ترے طرز تکلم نے
جہاں میں روشنی پھیلائی اندازِ تبسم نے
کیا مردوں کو زندہ دم میں تیرے نعرۂ قم نے
''وہ قدرت حق نے دی تم کو کہ سارا ماجرا تم نے
قضا کا خواب سے بدلا ہے یا محبوب سبحانی''

ترے ہی گیت گاتا پھرتا ہوں میں ہر گھڑی ہر سو
بسی ہے میرے تن من میں ترے دربار کی خوشبو
کرے گا کیا اثر مجھ پر بھلا آسیب اور جادو
''ترا بندہ ترا خادم ہوں میں اور فضلِ رب سے تو
میرا مولیٰ مرا آقا ہے یا محبوب سبحانی''

نہیں کہتا کہ مجھ کو مالکِ جاہ و حشم کر دے
مگر اک بار آ کر گھر مرا رشکِ ارم کر دے
قدیر و مقتدر کے واسطے سے دور غم کر دے
''شہا فضلِ رسول پاک کے صدقے کرم کر دے
وسیلہ مجھ کو بس ان کا ہے یا محبوب سبحانی''

یہ مانا مجھ میں سالمؔ ایک بھی خوبی نہیں لیکن
یہ اک سچ ہے کہ مجھ میں کوئی اچھائی نہیں لیکن
حقیقت میں اگر دیکھو تو میں کچھ بھی نہیں لیکن
''فقیرِ قادری زاہد نہیں صوفی نہیں لیکن
تری درگاہ کا کتا ہے یا محبوب سبحانی''

لیا کرتا ہوں تیرا نام میں ہر رات اور ہر دن
ادا ہو پائے تیرا وصف پھر بھی ہے یہ ناممکن
یہ سالمؔ جو ہے تم سے ہے یہ سالمؔ کچھ نہیں تم بن
''فقیر قادری زاہد نہیں صوفی نہیں لیکن
تری درگاہ کا کتا ہے یا محبوب سبحانی''

(برمکان انوار قریشی، ۲۲؍ربیع الاول ۱۴۲۲ھ/ ۱۵؍جون ۲۰۰۱ء جمعہ)

☆☆☆

سرکار کی سیرت پر عامل گر اب بھی مسلماں ہو جائے
دنیا بھی سنور جائے اس کی، عقبیٰ کا بھی ساماں ہو جائے

ہے مصحفِ ناطق نام ان کا، وہ چلتا پھرتا قرآں ہیں
سرکار کی سیرت جو لکھے، وہ شارحِ قرآں ہو جائے

کعبہ بھی خوشی سے رقص میں ہے، سرکار کی آمد آمد پر
ہر ایک نمازی کیوں نہ بھلا پھر وجد میں رقصاں ہو جائے

کہتا ہے جو قرآں کہتے ہیں، سرکار کو انساں کہتے ہیں
پر وہ ہی اک ایسے انساں ہیں، جو عرش پہ مہماں ہو جائے

اول بھی وہی آخر بھی وہی، ہے ان کے علاوہ کون ایسا
تخلیق میں اول ہو کر بھی جو ختمِ رسولاں ہو جائے

جو لکھا ہے میری کشتی میں سرکار کا نام نامی ہے
آئے تو ذرا کشتی کی طرف طوفان میں طوفاں ہو جائے

یہ ماہِ ربیع الاول ہے وہ لے کے بہاریں آئے ہیں
پھر آنے سے اُن کے کیوں نہ زمیں فردوس بداماں ہو جائے

سالؔم ہے غلامِ موروثی سالؔم ہے تمہارا درباری
سالؔم پہ نگاہِ لطف و کرم اب یا شہِ جیلاں ہو جائے

☆☆☆

☆

اور پھر کس کو پکارے گا یہ سائل یا غوث
اس بے چارے کو تو بس آپ کا نام آتا ہے

☆

آ کے طیبہ میں عجب ہم نے نظارہ دیکھا
کعبہ مکے میں یہاں کعبے کا کعبہ دیکھا

☆☆☆

فضل و رحم و کرم ہے یہ رحمان کا
پھر نظارہ ہوا ارضِ جیلان کا
ہم کو اپنے وطن بھیجا بغداد سے
ہے کرم کتنا جیلاں کے سلطان کا
بن گئیں میزباں غوث کی والدہ
کتنا اونچا مقدر ہے مہمان کا
دیکھ کر ارضِ جیلاں کے منظر حسیں
ہم کو دھوکا ہوا باغِ رضوان کا
غوث کی طرح ہی مرتبہ خاص ہے
سارے خطوں میں بغداد و جیلان کا
اولیا میں سبھی دوسرا کون ہے
غوث کی آن کا، غوث کی شان کا
پیر کے ہاتھ سے ہاتھ ہم کو ملا
غوث کا اور مدینے کے سلطان کا
مجھ سا ناکارہ بھی ہو گیا قادری
ہے یہ سالمؔ کرم شاہِ جیلان کا

(حاضریٔ جیلان،۱۴-۱۵/ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ/ ۲۶-۲۷/جون ۲۰۰۲ء)

منقبت امام اعظم ابو حنیفہ

ضیائے ملت ابو حنیفہ سراجِ اُمّت ابو حنیفہ
امام ایسے کہ ناز جن پر کرے امامت ابو حنیفہ

ہو مجتہد بھی تم اور مجدد تمہارے خادم ہیں اور مقلد
تمہارے تابع تمہارے پیرو ہیں اہل سنت ابو حنیفہ

انھیں سے ہونا تھی دیں کی خدمت نبی کا ارشاد بھی یہی تھا
ہے یہ حقیقت کہ ہیں نبی کی مرے بشارت ابو حنیفہ

کچھ ایسا مضبوط کر دیا ہے نظامِ دینِ متین تم نے
بگاڑ سکتی نہیں اسے اب کوئی شرارت ابو حنیفہ

امام اعظم، امام اعظم، امام اعظم، امام اعظم
اسی لقب سے تو چار سو ہے تمہاری شہرت ابو حنیفہ

امامِ مالک سے کوئی پوچھے کہ بو حنیفہ کا حال کیا ہے
تو وہ بتائیں گے بے بدل ہے تری ذہانت ابو حنیفہ

تمہارے روضے پہ شافعی نے سکون پایا، قرار پایا
تمہارے روضے پہ فضل رب سے ہے ایسی برکت ابو حنیفہ

مَیں مشرباً قادری ہوں سالم، امام اعظم کا ہوں مقلد
ہیں پیر میرے جو غوثِ اعظم، امام حضرت ابو حنیفہ

(۲۵ رجب ۱۴۲۵ھ/۱۱ ستمبر ۲۰۰۴ء شنبہ پونہ)

جب بھی جس نے دل سے پکارا یاغوث یاغوث یاغوث یاغوث
کام بنا منٹوں میں اس کا یاغوث یاغوث یاغوث یاغوث

پیر و مرشد قادری دولہا اور حضورِ مقتدر آقا
ورد ہمیشہ رہتا تھا ان کا یاغوث یاغوث یاغوث یاغوث

ہے جو فقیر غوث کا دیواں دیکھ کے اس کو عقل ہے حیراں
اس کے ہر ہر شعر میں آیا یاغوث یاغوث یاغوث یاغوث

فاختہ کتنی بھولی بھالی بولی بھی اُس کی کتنی پیاری
کہتی ہے وہ بھی تو ہمیشہ یاغوث یاغوث یاغوث یاغوث

صبح ومسا تو دل سے سالؔم نامِ غوث لیا کر دائم
اس کو بنا لے اپنا وظیفہ یاغوث یاغوث یاغوث یاغوث

(برمکان حاجی عبدالمنان صاحب قادری، ۱۱رشوال ۱۴۲۶ھ/۱۴ردسمبر ۲۰۰۵ء، بدھ)

☆☆☆

ہوں میں تو ایک رندِ لااُبالی
مگر وہ ہیں مثالِ بے مثالی
ذرا دیکھو تو یہ ارشادِ عالی
سقانی الحب کاسات الوصالِ
فقلت لخمرتی نحوی تعالِ

ہے سب کو ماننا طوعاً و کرھاً
بلا ریب و گماں حتماً و جزماً
ترا فرمان تو حق ہے یقیناً
وولانی علی الاقطاب جمعاً
فحکمی نافذ فی کل حالِ

بڑائی رب نے جو توقیر تیری
کرے شک اس میں یہ جرأت ہے کس کی
ہے میری بات سو فیصد یقینی
انا الجیلی محی الدین اسمی
واعلامی علٰی راس الجبالِ

عطا کی رب نے مجھ کو شانِ عالی
حکومت مجھ کو دنیا کی عطا کی
اطاعت سب پر اب لازم ہے میری
بلاد اللّٰہ ملکی تحت حکمی
و وقتی قبل قلبی قد سفالی

کرے اب خوفِ اعدا میری جوتی
مدد پر ہیں شہِ بغداد میری
یہ کہہ کر مجھ کو بے خوفی عطا کی
مریدی لا تخف واش فانی
عزوم قاتل عندالقتالِ

☆☆☆

باد رحمت دائما بر سرور و آقائے ما
والیٔ ما غوثِ ما ملجائے ما ماوائے ما
سیّد و سلطاں فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہ و شیخ درویش و ولی مولائے ما

☆

یہاں جنگل میں منگل ہے یہاں صحرا میں گلشن ہے
یہاں شمعِ ولایت آندھیوں کے بیچ روشن ہے
ہے افریقہ میں فیض عام جاری جس کا صدیوں سے
یہاں ایسے ولی اللہ کا پرنور مدفن ہے

یہ اپنے حال پر انعام و لطف ایزدی دیکھا
کہ ہم نے آج دربار جناب شاذلی دیکھا
ہیں مالک بحر حزب البحر کے حضرت اِسی باعث
یہاں پر بحر فیض ظاہری و باطنی دیکھا

(حاضریٔ دربار امام ابوالحسن شاذلی حمشیرہ، مصر، ۲۴رنومبر ۲۰۰۲ء/ ۱۸ر رمضان ۱۴۲۳ھ)

☆☆☆

شجرۂ عالیہ قادریہ مجیدیہ

مصطفےٰ و مرتضیٰ شہزادۂ گلگوں قبا
عابد و باقر امامِ صادق و کاظم رضا
کرخی و سرّی، جنید و شبلی و بوالفضل پاک
یوسف و ہنکاری، مخزومی و غوث الوریٰ
سید و سلطاں فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہ و شیخ، درویش و ولی مولائے ما
تاج و نصر و محیِ دیں، سید علی، موسیٰ، حسن
احمد، انصاری، براہیم و بھکاری و جیا
شہِ جمال و شہ محمد، احمد و فضل الٰہ
عشقی و آلِ محمد شاہِ حمزہ مقتدا
آلِ احمد، عینِ حق، مست و فقیر و مقتدر
پیر و مرشد حضرت عبدالقدیر باصفا

(انتقال نور صاحب ۳؍رمضان ۱۴۲۰ھ/۱۲؍دسمبر ۱۹۹۹ء یکشنبہ)

نور صاحب چل دیے دے کر ہمیں فرقت کا داغ
دیکھنا ہی پڑتا ہے انساں کو جو قسمت میں ہے
چار کم کر دو تو سالِ غم ہے یہی سالِ وفات
بلبلِ باغِ مدینہ نور اب جنت میں ہے
۲۰۰۳-۴ سے ۱۹۹۹ء

☆☆☆

منیٰ میں رب کے مہمانوں کی وہ بستی نظر آئی
جہاں یکساں گدا و شاہ کی ہستی نظر آئی

(شعر در منیٰ، ۱۴۲۰ھ/ مارچ ۲۰۰۰ء)

☆☆☆

تاج الفحول اکیڈمی سے شائع شدہ دواوین

مولود منظوم	سیف اللہ المسلول شاہ فضل	مطبوعہ/ دسمبر ۲۰۰۹ء
دیوان تاج الفحول	حضرت تاج الفحول	مطبوعہ/ ۱۹۹۸ء
خمیازۂ حیات	مولانا عبدالہادی قادری	مطبوعہ/ ستمبر ۲۰۰۹ء
باقیات ہادی	مولانا عبدالہادی قادری	مطبوعہ/ دسمبر ۲۰۰۹ء
نوائے سروش	تاجدار اہل سنت	مطبوعہ/ ۱۹۹۱ء
مدینے میں	تاجدار اہل سنت	مطبوعہ/ جنوری ۲۰۰۸ء
معراج تخیل	تاجدار اہل سنت	مطبوعہ/ ۱۹۹۸ء
مفتی لطف بدایونی	مفتی لطف بدایونی	مطبوعہ/ اگست ۲۰۱۰ء

☆☆☆

تاجدار اہل سنت **حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم** قادری بدایونی مدظلہ العالی (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ، بدایوں شریف) کے عہد سجادگی کو تقریباً ۵۵ ربرس مکمل ہو چکے ہیں۔اس طویل مدت میں آپ نے اپنے اکابر کے مسلک و منہاج پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے رشد و ہدایت، اصلاح و ارشاد، وابستگان کی دینی اور روحانی تربیت اور سلسلۂ قادریہ کے فروغ کے لیے جو جد و جہد اور خدمات انجام دیں وہ محتاج بیان نہیں۔آپ کے عہد سجادگی میں خانقاہ قادریہ نے تبلیغی، اشاعتی اور تعمیری میدانوں میں نمایاں ترقی کی۔مدرسہ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ، کتب خانۂ قادریہ کی جدید کاری، مدرسہ قادریہ اور خانقاہ قادریہ میں جدید عمارتوں کی تعمیر یہ سب ایسی نمایاں خدمات ہیں جو خانقاہ قادریہ کی تاریخ کا ایک روشن اور تابناک باب ہے۔

آپ ہی کی سرپرستی میں تاج الفحول اکیڈمی اب تک ۱۱۰ سے زائد کتابیں جدید آب و تاب کے ساتھ شائع کر چکی ہے۔اب آپ ہی کا چوتھا مجموعہ کلام ''**حدیث محبت**'' شائع کرتے ہوئے تاج الفحول اکیڈمی مسرت و شادمانی محسوس کر رہی ہے۔

Publisher

Tajul Fuhool Academy

Maulvi Mohalla, Badaun-243601 (U.P.)

Phone: 0091 - 9358563720